وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ

(پ ۲۱ سورۂ روم ۲۱)

# ازدواجی زندگی

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

مدیر دارالعلوم جھنگ پاکستان

حضرت والا کا یہ بیان ملک ''زامبیا کے شہر ''لوساکا'' کی (جامع مسجد) مسجد نور میں ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء بحالت اعتکاف مستورات کے لئے ہوا، مسجد کے باہر مکتب کے ہال میں خواتین جمع تھیں اور مسجد کے اندر معتکفین تھے۔

# فہرست عناوین


| نمبر شمار | عناوین | نمبر صفحات |
|---|---|---|
| ۱ | عورت کے بارے میں اقوام عالم کے عقیدے | ۱۰۶ |
| ۲ | عورت کے بارے میں اسلام کی تعلیمات | ۱۰۷ |
| ۳ | گھر کیسے آباد ہوتے ہیں؟ | ۱۰۸ |
| ۴ | نکاح کا حکم | ۱۰۹ |
| ۵ | انبیاء کرام کی سنتیں | ۱۰۹ |
| ۶ | پانچ چیزوں میں جلدی کیجئے | ۱۱۰ |
| ۷ | پانچ نعمتیں | ۱۱۱ |
| ۸ | مقاصد نکاح | ۱۱۱ |
| ۹ | نکاح میں کیا چیز مدنظر ہو | ۱۱۲ |
| ۱۰ | نیک بیوی کی پہچان | ۱۱۳ |
| ۱۱ | دیندار عورتوں کی ایک کوتاہی | ۱۱۶ |
| ۱۲ | لباس کی قسمیں | ۱۱۶ |
| ۱۳ | شوہر کو صاف رہنے کا حکم | ۱۱۷ |
| ۱۴ | نیک بخت بیوی کیلئے اللہ کی دعاء | ۱۱۷ |
| ۱۵ | پسندیدہ عورت کون؟ | ۱۱۸ |
| ۱۶ | فطری حیا | ۱۱۹ |
| ۱۷ | بے پردہ عورت پر فرشتوں کی لعنت | ۱۲۰ |
| ۱۸ | نیک بیوی کی چار صفات | ۱۲۰ |
| ۱۹ | خاوند کی چند صفات | ۱۲۱ |
| ۲۰ | حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف | ۱۲۱ |
| ۲۱ | حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف | ۱۲۲ |
| ۲۲ | حضرت موسیٰ علیہ السلام | ۱۲۲ |
| ۲۳ | تحمل مزاجی | ۱۲۳ |
| ۲۴ | اللہ رب العزت کا قانون | ۱۲۴ |
| ۲۵ | ایک ٹھوکر | ۱۲۴ |
| ۲۶ | ایک واقعہ | ۱۲۶ |
| ۲۷ | جوڑے بنانے کا مقصد | ۱۲۶ |
| ۲۸ | لفظ مودت اور رحمت کا معنی | ۱۲۷ |
| ۲۹ | مرد و عورت ایک دوسرے کا لباس | ۱۲۸ |
| ۳۰ | ڈرنے والی بات | ۱۲۹ |
| ۳۱ | مومن کامل کی پہچان | ۱۲۹ |
| ۳۲ | دربار رسول ﷺ میں شکایت | ۱۳۰ |
| ۳۳ | جذبات پر قابو ضروری | ۱۳۱ |
| ۳۴ | عورت پر مرد کے حقوق | ۱۳۱ |
| ۳۵ | عورتوں کے حقوق مردوں پر | ۱۳۳ |
| ۳۶ | تقویٰ کا ایک اہم مسئلہ | ۱۳۴ |
| ۳۷ | بیوی کیلئے گھر | ۱۳۵ |
| ۳۸ | تعلقات میں توازن...... | ۱۳۶ |
| ۳۹ | غصے سے اجتناب | ۱۳۶ |
| ۴۰ | معافی کی ترغیب | ۱۳۶ |
| ۴۱ | بیوی راضی اللہ راضی | ۱۳۸ |
| ۴۲ | عجیب واقعہ | ۱۳۸ |
| ۴۳ | شادی سبب خانہ آبادی | ۱۳۹ |
| ۴۴ | میری پیاری ماں | ۱۳۹ |
| ۴۵ | گھر کی بات | ۱۴۰ |
| ۴۶ | انسان کا سکون کس جگہ؟ | ۱۴۲ |
| ۴۷ | ایک قیمتی عمل | ۱۴۲ |
| ۴۸ | زوجین کے دو ماں باپ | ۱۴۴ |
| ۴۹ | بیوی بچی کے مانند | ۱۴۵ |
| ۵۰ | میاں بیوی غصے کے وقت | ۱۴۶ |
| ۵۱ | مثبت اور منفی سوچ کا فرق | ۱۴۶ |
| ۵۲ | منفی سوچ کا ایک واقعہ | ۱۴۷ |
| ۵۳ | مثبت سوچ کی ایک مثال | ۱۴۸ |
| ۵۴ | مرنے سے پہلے قدر کریں | ۱۴۸ |

اللہ اللہ اللہ

# اقتباس

اسلام نے آکر عورت کے بارے میں ایسا خوبصورت عقیدہ بتایا، ایسا تصور پیش کیا کہ لوگ حیران رہ گئے، فرمایا کہ دیکھو !

☆...... اگر عورت بیٹی ہے تو تمہاری عزت ہے۔

☆...... بہن ہے تو تمہارا ناموس ہے۔

☆...... اور اگر بیوی ہے تو تمہاری زندگی کی ساتھی ہے۔

☆...... اور اگر ماں ہے تو اسکے قدموں میں تمہارے لئے جنت ہے۔

..................................

جب اینٹیں جڑتی ہیں تو مکان بن جاتے ہیں اور جب دل جڑتے ہیں تو گھر آباد ہو جاتے ہیں، ازدواجی زندگی کا بنیادی اصول یہی ہے کہ دل ملے رہیں، دل جڑے رہیں گے تو گھر آباد رہے گا۔

﴿ ازافادات ﴾

حضرت مولانا پیر

**حافظ ذوالفقار احمد صاحب**

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ...... امابعد!

اعوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

﴿وَمِنْ آیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (پ ۲۱ الروم)

ترجمہ: اور اسکی نشانیوں میں سے ہے، یہ کہ بنادیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہو انکے پاس اور رکھا تمہارے بیچ پیار اور مہربانی البتہ اسمیں بہت پتے کی باتیں ہیں انکے لئے جو دھیان کرتے ہیں۔ (پ ۲۱ سورہ روم ۲۱)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھم صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھم صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھم صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

## عورت کے بارے میں اقوام عالم کے عقیدے

تاریخ عالم پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانی معاشرے میں عورت کے بارے میں اسلام سے پہلے بہت افراط اور تفریط کا معاملہ رہا۔ بعض جگہوں پر تو عورت کو پورا انسان بھی تسلیم نہ کیا گیا۔

☆...... چنانچہ فرانس کے بارے میں آتا ہے وہاں کے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ عورت آدھا انسان ہے۔

☆ ...... چین کے لوگوں میں یہ عقیدہ تھا کہ عورت کے اندر شیطانیت بھری ہوئی ہے اسلئے معاشرے کے اندر ہر برائی کی جڑ یہی بنتی ہے،

☆ ...... جاپان کے اندر یہ عقیدہ تھا کہ عورت ناپاک ہوتی ہے اسلئے اسکو عبادت خانہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

☆ ...... ہندوستان کے اندر اگر جوان خاوند مرجاتا تو اسکی بیوی کو بھی اپنے خاوند کے ساتھ آگ میں جلنا پڑتا جسے ستی ہونا کہتے ہیں، مرا تو خاوند مگر عورت کو خود ارادے کے ساتھ آگ میں ڈالدیتے اور اس بیچاری کو بھی موت کے منہ میں پہنچادیتے۔

☆ ...... عرب کے اندر بیٹی کا پیدا ہونا بے عزتی سمجھا جاتا تھا چنانچہ وہ لوگ بیٹی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کردیا کرتے تھے۔

## عورت کے بارے میں اسلام کی تعلیمات

اسلام نے آکر عورت کے بارے میں ایسا خوبصورت عقیدہ بتایا، ایسا تصور پیش کیا کہ لوگ حیران رہ گئے، فرمایا کہ دیکھو !

☆ ...... اگر عورت بیٹی ہے تو تمہاری عزت ہے۔

☆ ...... بہن ہے تو تمہارا ناموس ہے۔

☆ ...... اور اگر بیوی ہے تو تمہاری زندگی کی ساتھی ہے۔

☆ ...... اور اگر ماں ہے تو اسکے قدموں میں تمہارے لئے جنت ہے۔

دین اسلام نے ازدواجی زندگی کے ساتھ اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنے کی ترغیب دی، جبکہ نصاریٰ کے اندر تو یہ یقین تھا کہ اگر کوئی آدمی اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے میاں بیوی کے تعلقات سے بالکل پرہیز کرنا چاہیئے، چنانچہ عورتیں (NUNS) بنکر رہتی تھیں (غیر شادی شدہ) یہ گویا اس بات کی علامت تھی کہ عورت اور مرد کا ملاپ کوئی پسندیدہ چیز نہیں، ساری عمر

عورتیں کنواری رہتیں اور یہ کہا جاتا کہ یہ مریم صفت بن کر رہی ہے اور مرد راہب بن کر رہتے۔

اسلام نے آکر کہا کہ (لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ) اسلام کے اندر رہبانیت نہیں ہے کہ انسان ماحول معاشرے سے کٹ کر ایک کمرے میں بند ہو جائے مصلے پر عبادتیں کرے اور تسبیح کے دانے گھماتا رہے اور سمجھے کہ مجھے اس طرح اللہ کا قرب ملے گا۔

دین اسلام نے کہا کہ اللہ رب العزت کی طرف جو راستہ جاتا ہے وہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا بلکہ ان گلی کوچوں اور بازاروں سے ہو کر جاتا ہے ،انسان اگر معاشرے میں رہے اور اس پر جو بھی دوسروں کے حقوق عائد ہوتے ہیں انکو ادا کرے تو ایسے شخص کو قرب جلدی نصیب ہوگا ، چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا: ﴿وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ﴾

"یہ رہبانیت کی تو بدعت انہوں نے ایجاد کرلی تھی اللہ رب العزت نے تو انکو حکم نہیں دیا تھا" (پ ۲۷ سورۃ حدید ۲۷) بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ﴾ " اے محبوب ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے ﴿وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ "اور ہم نے انکے لئے بھی بیویاں اور اولادیں بنائیں"

(پ ۱۳ سورۃ رعد ۳۸)۔

## گھر کیسے آباد ہوتے ہیں؟

جب اینٹیں جڑتی ہیں تو مکان بن جاتے ہیں اور جب دل جڑتے ہیں تو گھر آباد ہو جاتے ہیں، ازدواجی زندگی کا بنیادی اصول یہی ہے کہ دل ملے رہیں، دل جڑے رہیں گے تو گھر آباد رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اماں حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام کے سر سے نہیں بنایا کہ کہیں تم عورتوں کو سر پہ نہ بٹھالو اور نہ ان کو پاؤں سے بنایا کہ تم انہیں پاؤں کی جوتی

سمجھنے لگ جاؤ، بلکہ آدم علیہ السلام کی پسلی سے اماں حوا کو نکالا، اسمیں دو حکمتیں تھیں ایک تو یہ کہ یہ تمہارے دل کے قریب سے نکالی گئی لہذا تم اپنی بیوی کو اپنے دل کے قریب رکھو اور دوسری حکمت یہ کہ دل کی حفاظت پسلیوں سے ہوتی ہے تو مرد کی حفاظت عورت کی وجہ سے ہوتی ہے لہذا جو حضرات اپنی بیویوں کے ساتھ محبت و پیار سے رہتے ہیں وہ غیر محرم عورتوں کے فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

## نکاح کا حکم

تو جب اللہ کے پیغمبروں نے بھی بیویاں اور اولادوں کے ساتھ زندگی گذاری تو پھر بندہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ ازدواجی زندگی اللہ کی معرفت حاصل کرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں حکم دیا فرمایا ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (پ۴ النساء) ''کہ تم نکاح کرو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں'' اور نبی علیہ السلام نے فرمایا [اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي] ''نکاح میری سنت ہے'' اور دوسری حدیث میں فرمایا [فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي] ''جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ آدمی مجھ سے ہی نہیں ہوگا، یعنی امت سے ہی وہ بندہ خارج کر دیا جائے گا یہاں پر ایک مسئلہ سن لیجئے کہ عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ جی نکاح کرنا تو سنت ہے، تو دیکھئے جس بندے کو یہ یقین ہو کہ میں اگر نکاح نہیں کروں گا تو زنا کا مرتکب ہو جاؤں گا اس بندے کے لئے نکاح کا کرنا فرض ہے سنت اس بندے کے لئے ہے کہ جو بندہ یہ سمجھے کہ اگر میں نے نکاح نہ بھی کیا پھر بھی میں گناہ سے بچ کر زندگی گذار لوں گا لہذا ہم جیسے عام لوگ وہ نکاح کو اپنے لئے سنت نہ سمجھیں، بلکہ فرض سمجھیں، یہ سو فیصد پکی بات ہے کہ جہاں نکاح نہیں ہوگا وہاں زنا ہوگا، اللہ رب العزت نے اسی لئے نکاح کی اہمیت کو بیان فرما دیا اور حکم دے دیا کہ تم اس پر عمل کرو۔

## انبیاء کرام کی سنتیں

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین ہیں یعنی سب

انبیاء نے ان پر عمل کیا ! (۱) **الحیاء** ...... حیاء (۲) **والتعطر** ...... خشبو کا استعمال کرنا (۳) **والسواک** ...... مسواک کا استعمال کرنا (۴) **والنکاح** ...... اور نکاح کرنا۔ (ترمذی شریف ج ۱ صفحہ ۲۰۶ ابواب النکاح)

## پانچ چیزوں میں جلدی کیجئے

نبی علیہ السلام نے حضرت علی ؓ کو فرمایا کہ اے علی! تم پانچ چیزوں میں جلدی کرنا:

(۱)...... نماز کا وقت ہو جائے تو نماز ادا کرنے میں جلدی کرنا، یعنی اسکو اپنے مستحب وقت میں ادا کر لینا، عام طور پر عورتیں اسمیں سستی کر جاتی ہیں، گھر کے کام کاج کی وجہ سے سوچتی رہتی ہیں اور پھر کئی دفعہ کام میں ایسی الجھ جاتی ہیں کہ پھر ذہن سے بات ہی نکل جاتی ہے کہ میری نماز بھی باقی ہے، یا پھر وقت بیوقت نمازیں پڑھتی ہیں، لہذا، اصول یہ بنائیں کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے نماز پڑھیں پھر بعد میں اور کوئی کام کریں۔

(۲)...... جب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اسکو دفن کرنے میں جلدی کرنا۔

(۳) ...... جب آدمی پر قرض ہو تو اسکے ادا کرنے میں جلدی کرنا، (آج کل کاروباری لوگ اس معاملہ میں بھی بہت زیادہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، وہ قرض کو تو قرض ہی نہیں سمجھتے شاید مالِ غنیمت سمجھتے ہیں۔

(۴)...... کوئی گناہ ہو جائے تو توبہ کرنے میں جلدی کرنا۔

(۵)...... اور نکاح کرنے میں جلدی کرنا۔

چنانچہ جن قوموں میں نکاح جلدی نہیں ہوتا ان قوموں میں فحاشی اور برائی زیادہ ہوتی ہے، عزت اور ناموس کو بچانیکے لئے اپنے وقت پر جلدی شادی کا ہو جانا یہ زیادہ بہتر رہتا ہے۔

ہمارے مشائخ اسکے بارے میں بہت احتیاط کرتے تھے بلکہ پہلے زمانہ

میں ایسا ہوتا تھا کہ اگر کوئی آدمی ایسا ہوتا جس کے گھر میں جوان بیٹی ہوتی اور وہ اسکی شادی میں لیت ولعل (پس وپیش کررہا ہوتا) تو اس آدمی کے کنویں سے لوگ پانی بھی نہیں پیا کرتے تھے، کہ اس نے تو جوان بیٹی کو گھر بٹھایا ہوا ہے لھذا یہ تو ایک قرض ہے جس کا ادا کرنا ماں باپ کی ذمہ داری ہوتی ہے اسمیں ہمیشہ جلدی کرنا چاہیئے، یہ بات ذہن میں رکھئے کہ جب بچے جوان ہوجاتے ہیں اور ماں باپ انکے نکاح میں دیر کررہے ہوتے ہیں محض اس وجہ سے کہ جہیز تیار نہیں یا فلاں چیز تیار نہیں یا بچی ابھی تعلیم حاصل کرہی ہے ان وجوہات سے اگر دیر کی اب وہ جوان بچے جو بھی گناہ کریں گے اسکا اندراج ماں باپ کے نامۂ اعمال میں کیا جائے گا۔

## پانچ نعمتیں

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ کہ جس انسان کو پانچ نعمتیں مل گئیں وہ سمجھے کہ مجھے پوری دنیا کی تمام نعمتیں مل گئیں:

(۱)...... شکر کرنے والی زبان۔

(۲)...... ذکر کرنے والا دل۔

(۳)...... مشقت اٹھانے والا بدن۔

(۴)...... وطن کی روزی۔

(۵)...... نیک بیوی۔

## مقاصد نکاح

شریعت نے کہا کہ مرد عورت کے تعلقات کے لئے نکاح کیا جائے اسلئے کہ نکاح کے ذریعہ عورت کے حقوق کی حفاظت ہوجاتی ہے۔

☆ جب کسی عورت کا نکاح ہوتا ہے تو سب سے پہلے تو اسکا حق مہر باندھا جاتا ہے

گویا خاوند کے ذہن میں یہ بات ہو کہ عورت کے میرے اوپر کچھ حقوق ہیں۔

☆...... دوسرا حق یہ کہ وہ عورت مرد کی وراثت میں حصہ پاتی ہے گویا شریعت نے عورت کو یہ پروٹیکشن {PROTECTION} (حفاظت) دیدی کہ لوگ اس سے ویسے ہی فائدہ اٹھاتے نہ پھریں کہ اسکو کمزور سمجھ کر فائدہ اٹھا کر پھر اپنے سے جدا کردیں، بلکہ یہ انکی ذمہ داری ہو اور انکی وراثت میں انکا حصہ ہو، لھذا مردوں کو چاہیئے کہ ذمہ داریاں نبھائیں اسکو کھیل تماشہ نہ سمجھتے رہیں۔

☆...... جب نکاح ہو تو نبی علیہ السلام نے فرمایا [اَفْشُوْا النِّكَاحَ بَيْنَكُمْ] "تم نکاح کی آپس میں خوب تشہیر کرو" تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ آج سے فلاں لڑکا اور فلاں لڑکی میاں بیوی بنکر زندگی گذاریں گے، اسکا فائدہ یہ کہ پھر چھپ کر نکاح کرنے سے منع کردیا گیا، اسلیئے کہ دولت والے، مال والے، بعض اوقات اپنی خواہشات پوری کرنے کیلیئے چپکے چپکے کھیل کھیلتے ہیں، شریعت نے اسکو منع فرمادیا کہ نکاح جب کرو تو اسکو سب پر ظاہر کرو، اسلیئے نکاح کا اتنا اجر بتایا گیا کہ اگر کوئی آدمی ابھی نکاح نہیں کرتا تو اسکو ایک نماز پڑھنے پر ایک نماز کا ثواب ملتا ہے، اور جس نے نکاح کرلیا تو اسکو اللہ تعالی ایک نماز پڑھنے پر اکیس نمازوں کا ثواب عطا فرماتے ہیں، بعض روایتوں میں ہے کہ بیالیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے، یہ عبادت کا درجہ کیوں بڑھ گیا؟ اسلیئے کہ اب شادی کے بعد بیوی پر میاں کے حقوق اور میاں پر بیوی کے حقوق عائد ہوگئے اب اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب یہ انسان بندوں کے بھی حقوق ادا کررہا ہے، اور میرے بھی حقوق ادا کررہا ہے تو میں اپنی عبادت اور بندگی کا ثواب کئی گنا زیادہ کردیتا ہوں۔

## نکاح میں کیا چیز مدنظر ہو

نکاح کرتے ہوئے کچھ چیزیں لڑکی میں دیکھنی چاہئیں اور کچھ چیزیں لڑکے میں دیکھنی چاہئیں، شریعت کا یہ حسن ہے اور یہ خوبی ہے ہمارے دین کی

اسنے ہر چیز کو کھلا ڈھلا ہمارے سامنے رکھ دیا ہے، اگر ہم ان چیزوں کو ڈھونڈیں گے جن چیزوں کو شریعت نے کہا تو ہماری زندگی اچھی گذرے گی، اور جب اس سے ہٹ کر فقط اپنی خواہشات کو پوری کرنے کی نظر سے ڈھونڈیں گے تو پھر پوری زندگی روتے پھریں گے۔

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیوی کے بارے میں فرمایا اس روایت کو امام بخاریؒ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: [تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ] ''کہ عورت سے چار وجوہات کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے۔

☆......(۱) ''لِمَالِهَا'' اس کے مال کی وجہ سے، کہ لڑکی مالدار ہے اس سے نکاح کر کے ہمیں بھی مال مل جائے گا۔

☆......(۲) ''لِحَسَبِهَا'' یا اسکے خاندان کی شہرت کی وجہ سے، کہ بڑے خاندان کی ہے میرا نکاح اس سے ہو جائے گا تو مجھے بھی شہرت مل جائے گی۔

☆......(۳) ''وَلِجَمَالِهَا'' اور اس لڑکی کے حسن و جمال کی وجہ سے اس سے نکاح کیا جاتا ہے۔

☆......(۴) ''وَلِدِيْنِهَا'' اور لڑکی کی دینداری کی وجہ سے اس سے نکاح کیا جاتا ہے تو یہ چار باتیں ہوئیں (۱) مال (۲) نسب (۳) جمال (۴) دین، نبی علیہ السلام نے فرمایا [فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ] کہ تیرے ہاتھ مٹی آلود ہوں تو کامیاب ہو جا دیندار کو قبول کرکے، لہذا اگر دین کو پیش نظر رکھ کر اپنی بیوی کا انتخاب کیا جائے گا تو اس پر کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ [ اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ] ''دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین نعمت نیک بیوی ہے''

ایک اور حدیث میں اللہ کے محبوب نے فرمایا [مَاسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللّٰهِ خَيْرًا لَّهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ] (کتاب النکاح مشکوۃ شریف) کہ ''مومن اللہ تعالی کا تقوی حاصل کرنے کے بعد سب سے زیادہ فائدہ حاصل کرتا ہے اپنی

نیک بیوی سے''۔

## نیک بیوی کی پہچان

☆......(۱) نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ نیک بیوی کی پہچان یہ ہے کہ [ان امرھا اطاعتہ] ''اگر خاوند اسکو کسی بات کا حکم دے وہ عورت اسکی اطاعت کرے'' ذرا اس بات کو دل کے کانوں سے سنئے کہ نیک بیوی کی پہچان نبی علیہ السلام کیا بتا رہے ہیں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

[اِنْ اَمَرَھَا اَطَاعَتْہُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْھَا سَرَّتْہُ، وَاِنْ قَسَمَ عَلَیْھَا لَاَبَرَّتْہُ وَاِنْ غَابَ عَنْھَا نَصَحَتْہُ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِہٖ] (ابن ماجہ) ''اگر اسکی طرف دیکھے تو دیکھنے سے خوش ہو جائے اور اگر وہ قسم کھا کر کوئی بات کرے کہ تم یہ کام ضرور کرو تو وہ خاوند کی قسم کو پورا کر دے، اور اگر وہ اپنی بیوی سے دور جائے (یعنی سفر میں جائے پردیس میں جائے دوکان پر جائے) تو عورت اپنی ذات (عزت وناموس) اور اسکے مال کی حفاظت کرے، تو گویا عورت کی یہ ذمہ داری ہے، ایسا نہیں کہ

جسکا تھا ڈر، وہ نہیں ہے گھر، اب جو چاہے کر

یہ بات ذہن میں رکھیے کہ مال کی اونچ نیچ تو برداشت ہو جاتی ہے لیکن عزت وناموس میں خاوند کبھی اونچ نیچ برداشت نہیں کر سکتا، اکثر عورتوں کے جو گھر خراب ہوتے ہیں وہ ایسی ہی بے احتیاطیوں کی وجہ سے ہوتے ہیں اسلیے عورت کو چاہیے کہ وہ اپنی پاکدامنی کا خیال رکھے اسکی وجہ سے اسکی دنیا بھی اچھی رہے گی اور آخرت میں بھی اللہ رب العزت اسکو کامیاب فرمائیں گے۔

اگر کوئی عورت نبی علیہ السلام کی شفاعت چاہتی ہے سرخرو ہونا چاہتی ہے، تو وہ دنیا میں نیک بیوی بن کر رہے، سب سے پہلی بات یہ کہ اسکا خاوند اگر اسکو کسی کام کا حکم دے یہاں کام سے مراد نیکی کا کام، شریعت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے، اسکا یہ مطلب نہیں کہ خاوند کہے کہ تم بے پردہ پھرو تو اسکی یہ اطاعت کرے

ہرگز نہیں، اسلئے کہ بہت سے خاوند ایسے بے غیرت ہوتے ہیں کہ اپنی بیویوں کو پردہ نہیں کرنے دیتے، بیویاں تو چاہتی ہیں کہ پردہ کریں اور یہ انکو بے پردہ کرکے انکا حسن وجمال لوگوں کو دکھاتے پھرتے ہیں۔

ایک بات ذہن میں رکھئے کہ جب کسی چیز پر لوگوں کی ہوس بھری نگاہیں پڑتی ہیں تو اس چیز سے برکت اٹھ جاتی ہے تو جب آپ اپنی بیوی کو بے پردہ لیکر جائیں گے اور اسپر لوگوں کی ہوس بھری نگاہیں پڑیں گی تو اس بیوی سے برکت نکل جائے گی لھذا بے پردہ عورتوں سے انکے خاوند کبھی بھی مطمئن نہیں ہوتے انکی اپنی نگاہوں میں بھی ہوس بھری ہوتی ہے، ہمیشہ نیک مرد اپنی نیک بیویوں سے مطمئن ہوتے ہیں، انکی ہر ایک اعتبار سے تسلی ہوتی ہے، دل کو سکون ملتا ہے، تو اس بات کا خیال رکھئے کہ جن حدود وقیود کا اللہ نے حکم دیا ان کے اندر رہتے ہوئے عورت اپنے خاوند کی اطاعت کرنے کی پابند ہے۔

☆......(۲) [وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا اَسَرَتْه] "وہ عورت ایسی ہو کہ اگر خاوند اسکی طرف نظر کرے تو وہ اسکے دل کو مسرور کردے، اب یہاں سے دو باتیں نکلتی ہیں

(۱) یہ کہ جب انسان خدمت اچھی کرتا ہے، اطاعت اچھی کرتا ہے، تو پھر بندہ بے اختیار اس سے محبت کرتا ہے۔

(۲) عورت کو گھر کے اندر صاف ستھرا خوش لباس پہن کر گھر میں رہنا چاہیئے تاکہ جب خاوند کی نظر اس پر پڑے تو اسکا دل خوش ہو جائے، عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ عورتیں دوسروں کے گھروں میں جائیں گی تو دلہن کی طرح سج دھج کر جائیں گی، اور اپنے گھروں کے اندر گندی میلی کچیلی بن کر رہیں گی، یہ چیز بھی سنت کے خلاف ہے ہزیب وزینت خاوند کے لئے اختیار کرنے کا حکم ہے غیروں کے لئے اختیار کرنے کا حکم نہیں ہے، اسلئے عورت کو چاہیئے کہ صاف ستھرا بن کر اسطرح سے گھر میں رہے کہ جب بھی اسکے خاوند کی نظر اس پر پڑے تو اسکی خدمت اور وفا کی وجہ سے بھی محبت ہو، اور اسکے صاف ستھرا رہنے کی وجہ سے بھی اسکی طرف میلان ہو۔

# دیندار عورتوں کی ایک کوتاہی

عام طور پر دیندار عورتوں کے اندر ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ وہ سمجھتی ہیں کہ ہم تو دیندار ہیں لہذا وہ اپنے کپڑوں کا بالکل ہی خیال نہیں رکھتیں کبھی تو اتنے میلے ہوتے ہیں کہ خاوندوں کا بالکل دیکھنے کو دل نہیں کرتا، یہ چیز بھی غلط ہے اسلئے کہ صاف رہنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (پ۲ سورۃ بقرہ) ''اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں اور پاک صاف رہنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں'' تو جب آپ اپنے ظاہر کو صاف کریں گی تو اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کو بھی پاک صاف فرمادیں گے۔

# لباس کی قسمیں

(لباس کی تین قسمیں ہیں)

(۱)...... زیبائش

(۲)...... آسائش

(۳)...... نمائش

(۱) یہ لباس شریعت نے جائز قرار دیا ہے، (۲) یہ لباس اسلئے ہوتا ہے کہ اسکو پہن کر سکون ملے، ایسا نہ ہو کہ بالکل ہی تنگ رہے، اٹھنا بیٹھنا بالکل مشکل ہو جائے، تو زیبائش والے لباس کی بھی اجازت ہے اور آسائش والے لباس کی بھی اجازت ہے لیکن (۳) نمائش کا لباس کہ جسے دوسروں کو دکھانے کے لئے پہنا جائے شریعت نے اسکو منع فرمایا ہے کہ اسکو پہن کر شیخی بگھارتی نہ پھرو، آجکل عورتیں اپنے گھر میں تو بھنگن کی طرح رہتی ہیں اور باہر دلہن کی طرح پھرتی ہیں یہ کتنی عجیب بات ہے، اسکو شریعت نے منع فرمادیا چنانچہ حکم دیا کہ عورت کے اندر یہ چند خوبیاں ہوں (۱) اگر خاوند اسکو کوئی حکم دے تو وہ اسکو پورا کرے (۲) اور اگر

خاوند اسکی طرف نظر کرے تو وہ اسکے دل کو خوش کر دے، اب اسکا یہ مطلب نہیں کہ یہ صرف عورت ہی کیلئے ہے بلکہ خاوند کو بھی گھر کے اندر صاف ستھرا رہنا چاہیئے۔

## شوہر کو صاف رہنے کا حکم

خاوند کو بھی چاہیئے کہ وہ گھر میں اسطرح بنکر رہے کہ عورت اسکی طرف دیکھے تو اسکے دل میں محبت کا جذبہ اٹھے، ایسا سڑا ہوا بنکر گھر میں نہ رہے کہ دوسرے کا دل ہی جلتا رہے، مرد یہ تو چاہتے ہیں کہ عورت گھر میں صاف ستھری رہے، مگر خود یہ نہیں سمجھتے کہ ہمیں بھی ایسا بنکر رہنا چاہیئے، اب جب مرد ہی ایسا ہے کہ اسکے جسم سے بو آتی ہے، اسکے کپڑوں سے بو آتی ہے، تو پھر عورت اسکے ساتھ کیسے محبت اور پیار کے ساتھ زندگی گذارے گی، تو یہ چیزیں جہاں عورت کے لئے ہیں وہاں مرد بھی یہ سوچے کہ ہمیں بھی عورت کے لئے ایسا بنکر رہنا چاہیئے کہ اگر مرد باہر سے گھر آئے تو عورت کو سکون مل جائے، اسکو یوں محسوس ہو کہ میرے سر کا سایہ آگیا، میرے عیبوں کو ڈھانپنے والا، میری محبتوں کی معراج میں جس کے ساتھ بہترین زندگی گذار سکتی ہوں وہ ہستی گھر میں آگئی ہے۔

## نیک نیتی پر نبی علیہ السلام کی دعاء

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (طبرانی شریف کی روایت ہے) حضرت انس ﷛ اسکے راوی ہیں فرماتے ہیں: [مَن تَزَوَّجَ امرأةً لِعِزِّهَا لَم يَزِدْهُ اِلَّا ذلّةً وَمَنْ تَزَوَّجَهَا لِمَالِهَا لَمْ يَزِدْهُ اَلَّا فقراً وَمَنْ تَزَوَّجَهَا لِحَسَبِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اَلَّادَنَاءَ ةً وَمَن تَزَوَّجَ امرأةً لَمْ يُرِدْ بِهَا اَلَّا اَنْ يَغُضَّ بَصَرَه وَيُحصِنَ فَرجَه وَيَصِلَ رَحِمَه بَارَكَ اللّٰهُ لَه فِيْهَا وَبَارَكَ لَهَا فِيْه]

(۱)........جس نے اس نیت کے ساتھ کسی لڑکی سے نکاح کیا کہ اسکی عزت بڑی ہے تو اللہ تعالیٰ نہیں بڑھاتے مگر اس کی ذلت کو۔

(۲)......اور جو اسلئے اس سے شادی کرے کہ اسکے پاس مال بہت ہے تو اللہ تعالی نہیں بڑھاتے مگر اسکے فقر کو۔

(۳)......اور جس نے حسب اور اسکے خاندانی شہرت کی وجہ سے اس سے شادی کی اللہ تعالی نہیں بڑھاتے مگر اسکے فقر کو۔

(۴)......اور جس نے اسلئے عورت سے شادی کی کہ وہ اسکے ذریعہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھ سکے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر سکے اور رشتے ناطوں کو جوڑ سکے، اللہ تعالی اس خاوند کو بیوی میں برکت عطا فرمائے اور اس عورت کو اس خاوند میں برکت نصیب فرمائے۔

تو نکاح کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ میں پاکدامنی کی زندگی گزاروں گا، اپنی نگاہوں پہ قابو پاؤں گا اور رشتے ناطوں کو میں جوڑوں گا جنکو شریعت نے جوڑنے کا حکم دیا ہے، تو جو ان مقاصد کو سامنے رکھ کر نکاح کرے گا اسکے لئے اللہ کے محبوب نے دعا کی ہے۔

## پسندیدہ عورت کون؟

عورت کی صفات میں سے سب سے بہتر صفت کے بارے میں ایک مرتبہ صحابہ میں بات چل رہی تھی، کوئی کچھ کہہ رہے تھے، کوئی کچھ کہہ رہے تھے، اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھ کر گھر تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر حضرت سیدہ فاطمۃ الزھراءؓ سے بات ہوئی، ان کو بھی بتایا کہ آج تو مسجد میں اس عنوان پر گفتگو ہو رہی تھی، انہوں نے فرمایا! کہ میں بتاؤں کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے پسندیدہ عورت کون ہے؟ فرمایا بتائیں! انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے پسندیدہ عورت وہ ہے جو نہ خود کسی نامحرم کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر محرم اسکو دیکھ سکے، یعنی اتنی باحیا ہو، کہ اسکی اپنی نگاہیں بھی غلط نامحرم پر نہ پڑیں اور اتنی پردہ دار ہو کہ غیر محرم بھی اسکو نہ دیکھ سکے، جب انہوں نے یہ بتایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد

میں تشریف لائے اور عرض کیا اے اللہ کے محبوب فاطمہؓ نے اللہ کی پسندیدہ عورت کی دو صفتیں بتائی ہیں، تو جب انہوں نے یہ صفات بیان کیں تو نبی علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا [فَاطِمَةُ بِضعَةٌ مِنّی] ''فاطمہ تو میرے دل کا ٹکڑا ہے، تو معلوم ہوا کہ جو عورت خود پردہ دار ہو کہ غیر محرم اسکو نہ دیکھ سکے اور وہ خود بھی غیر محرم کو نہ دیکھنے والی ہو، یہ عورت اللہ رب العزت کی پسندیدہ عورت ہے۔

## فطری حیا

عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ عورتیں غیر محرم کی طرف ایسی بری نظر سے نہیں دیکھتیں، جس طرح سے مرد بری نظر سے عام عورتوں کی طرف دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے عورت کے اندر فطری حیاء رکھی ہے، اکثر و بیشتر جو عورتیں نیک ہوتی ہیں دیندار ہوتی ہیں، انکی نگاہیں پاک ہوتی ہیں، وہ مرد کی طرف بری نظر سے نہیں دیکھتیں، ہاں جنکی قسمت ہی اللہ خراب کردے اسکی تو بات ہی کچھ اور ہوتی ہے لیکن عام طور پر یہ دیکھا گیا کہ عورتوں کے اندر اللہ رب العزت نے یہ صفت رکھی ہے کہ وہ حیادار ہوتی ہیں، حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ نیک عورتیں، دیندار عورتیں قٰصِرٰتُ الطَّرْف ہوتی ہیں، جیسے حوروں کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اپنی نگاہوں کو بچانے والی، ہٹانے والی ہوتی ہیں، تو فرماتے ہیں کہ حوروں کی یہ صفت اللہ تعالیٰ نے دیندار عورتوں کے اندر رکھی ہوتی ہے، وہ عام طور پر ادھر اُدھر نہیں دیکھتیں، تاہم انکو چاہئے کہ وہ اپنے پردے کا بھی خیال کریں، پردے کا خیال کرنا مرد کی ذمہ داری سے پہلے عورت کی اپنی ذمہ داری ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا ہے، لھذا عورت یہ نہ کہے کہ جی مرد اپنی نگاہوں کو کیوں قابو نہیں کرتے؟ نہیں پہلے پردے کا حکم تو آپ کو دیا جارہا ہے کہ آپ پردے میں رہیں ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ (پ۲۲، الاحزاب)

☆☆☆

## بے پردہ عورت پر فرشتوں کی لعنت

عورتوں کو چاہئے کہ بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلیں گھر پر ہی رہیں، ضرورت کے وقت نکلنا بھی ہو تو پردے کے ساتھ نکلیں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب بے پردہ عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو اللہ تعالی کے فرشتے اس پر لعنت کرنا شروع کرتے ہیں، جب تک کہ وہ گھر واپس نہیں آجاتی، تو ایک طرف تو بے پردہ پھرتی ہے اور دوسری طرف کہتی پھرتی ہے کہ میری روزی میں برکت نہیں پریشانیاں ہیں، سکون نہیں، میں بہت ہی تنگ زندگی گزار رہی ہوں، جب تیرے اوپر اللہ کے فرشتوں کی لعنت برس رہی ہے، تو پھر سکون کہاں سے نصیب ہو سکتا ہے، اسلئے ان باتوں کا بہت زیادہ خیال کرنا چاہیئے۔

## نیک بیوی کی چار صفات

علماء نے لکھا ہے کہ نیک بیوی کے اندر چار صفات ہوتی ہیں۔

(۱)...... اس کے چہرے پر حیاء ہو، یاد رکھئے کہ یہ سرخی پوڈر سے انسان کے جمال میں اضافہ نہیں ہوتا، انسان کے جمال میں تو حیاء کی وجہ سے اضافہ ہوتا ہے، تو جس کے چہرے پر حیاء ہو اللہ رب العزت اسکے چہرے کو پرکشش بنا دیتے ہیں۔

(۲)...... زبان کے اندر شیرینی ہو، یعنی نرم بولنے والی ہو جب خاوند سے بات کرے تو نرم لہجے میں بات کرے، اسلئے کہ عام طور پر جب عورتیں غیروں سے بات کرتی ہیں تو سارے جہاں کی شیرینی انکی زبان میں آجاتی ہے، اور جب خاوند سے بات کرتی ہیں تو سارے جہان کی کڑواہٹ انکی زبان میں ہوتی ہے، اسکو شریعت نے منع فرما دیا لھذا جب خاوند سے بات کرے تو زبان کے اندر شیرینی ہونی چاہیئے۔

(۳)...... دل کے اندر نیکی ہو بدی اور برائی نہ ہو۔

(۴)...... ''عورت کے ہاتھ ہر وقت کام میں لگے رہتے ہوں'' یعنی عورت گھر کے کام کاج میں بچے اور خاوند کے کام کاج میں لگی رہے، یہ چار خوبیاں نیک اور دیندار عورت کی پہچان ہیں۔

# خاوند کی چند صفات

## نبی ﷺ نے اپنی بیٹیوں کے لئے دو شخصیتوں کو پسند کیا

(۱)...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

(۲)...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

اب ان دونوں حضرات کے اندر آپ کو جو صفات نظر آئیں گی یوں سمجھ لیجئے کہ داماد کے اندر ان صفات کو دیکھنا چاہیئے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف

(۱)...... اول یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کو قرابت داری تھی لہذا اگر اپنی بچی کے لیئے رشتہ داروں میں کوئی بچہ مل جائے تو اسکو فوقیت دیں، اسلئے کہ اپنے پھر بھی اپنے ہوتے ہیں، زندگی ساتھ گذری ہوتی ہے، کئی طرح کی رشتہ داریاں ہوتی ہیں، میاں بیوی کو بھی احساس ہوتا ہے کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں، وہ فلاں کی بیٹی ہے، تو یہ رشتہ داری کئی دفعہ بہت سے تعلقات جڑے رہنے کا بھی سبب بن جاتی ہے، تو پہلی بات قرابت کو دیکھے، مگر کچھ لوگ فقط قرابت ہی کو دیکھتے ہیں، یہ بھی غلط بات ہے، دین بھی دیکھنا چاہیئے اور دیندار ہونے کے بعد چند مزید صفات ہیں انکو بھی دیکھنا چاہیئے، تو افضل یہ ہے، اور بہتر ہے کہ اگر کئی رشتے ہوں اور قریبی رشتہ بھی ہو تو قریبی رشتے کو فوقیت دی جائے۔

(۲)...... دوسری خوبی یہ کہ حضرت علیؓ کے اندر علم تھا وہ باب العلم تھے اس سے

معلوم ہوا کہ اپنی بیٹی کے لئے جب رشتہ ڈھونڈے تو دیکھ لے کہ داماد جاہل اور ان پڑھ نہ ہو، اتنا پڑھا لکھا ہو کہ زندگی اچھی گذار سکے، بچی اگر تعلیم یافتہ ہے تو بچے کو لازمی تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے، یہ نہ ہو کہ بیٹی تو عالمہ فاضلہ ہے اور اسکے لئے خاوند ایسا چنا کہ جو قرآن پڑھا ہوا بھی نہیں ہے، اس قسم کی بات نہیں ہونا چاہیئے، اسلئے کہ علم ایک ایسی چیز ہے جسکی وجہ سے انسان اچھی زندگی گذارتا ہے۔

## حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف

(۱)...... سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھیئے! اللہ رب العزت نے انکو عزت عطا فرمائی تھی اس سے معلوم ہوا کہ لڑکا ایسا ہو کہ معاشرہ میں اسکی اچھی عزت ہو بدنام قسم کا آدمی نہ ہو۔

(۲)...... اللہ رب العزت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غنی بنایا تھا، اللہ تعالی نے انکو اتنا مال دیا تھا جسکو وہ اللہ رب العزت کے دین کے راستے میں خرچ کرتے تھے، تو لڑکا ایسا ہونا چاہیئے جسکا رزق کھلا ہو تاکہ بیٹی کی زندگی اچھی گذر سکے، لہذا یہ چیز بھی پیش نظر رہے۔

(۳)...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ نے حیاء دی تھی، اتنی حیاء دی تھی کہ فرشتے بھی ان سے حیاء کرتے تھے، تو اسلئے داماد کو اس نظر سے بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہ نیکی کی زندگی گذارنے والا ہو، بے حیائیوں کے کام کرنے والا نہ ہو، لہذا چند یہ صفات اگر رشتہ کرنے سے پہلے دیکھ لی جائیں تو بیٹی کی زندگی اچھی گذرے گی۔

## حضرت موسی علیہ السلام

حضرت موسی علیہ السلام اللہ رب العزت کے پیغمبر ہیں، انکی بیوی انکے ساتھ سفر میں شریک ہیں اور امید سے ہیں (حاملہ ہیں) انکو سردی لگ رہی تھی چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ذرا انتظار کرو میں تمہارے لئے آگ لے آتا ہوں ﴿لَعَلِّي اٰتِيْكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى﴾

"میں آپ کیلئے کچھ آگ لے آتا ہوں یا آگ کے بارے میں کچھ مجھے رہنمائی مل جائے گی" (پ ۱۶ سورۂ طہٰ ۱۰) تو معلوم یہ ہوا کہ خاوند کو ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ بیوی کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھے، بیوی کی تکلیف پر چین وسکون کی بنسری نہ بجائے بلکہ جب بیوی تکلیف میں تھی تو وقت کے پیغمبر بھی آگ ڈھونڈتے پھر رہے تھے تو خاوند بیوی کی راحت کی خاطر، یا بیوی کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اگر اس قسم کے کام کرے گا تو اسکو انبیائے کرام کی سنت پر عمل کرنے کا اجر ملے گا۔

## تحمل مزاجی

خاوند کے اندر سب سے بڑی خوبی کی بات یہ ہو کہ وہ تحمل مزاج ہو، اسکی وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے گھر کے سیٹ اپ (SETUP) میں خاوند کو دوسروں کے اوپر فضیلت عطا فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ "مردوں کو اللہ رب العزت نے عورتوں کے اوپر قوام عطا کیا انکو فضیلت دی ہے"

(پ ۵ سورۃ النساء ۳۴)

## کمال شریعت

اب یہ فضیلت دینے کے پیچھے حکمت کیا تھی مفسرین نے لکھا کہ عورت ذرا جذباتی ہوتی ہے، عام طور پر جذبات میں آکر الٹے سیدھے فیصلے کر بیٹھتی ہے، اسی لئے طلاق کا حق بھی عام طور پر شوہر کے ہاتھ میں رکھا جاتا ہے، اگر یہ بیوی کے ہاتھ میں ہوتا تو ناشتہ میں علیحدہ طلاق ملتی، دوپہر کے کھانے میں دوسری ملتی، اور شام کے کھانے میں تیسری مل جاتی، اسلئے شریعت نے یہ حق مرد کے ذمہ دیا کہ ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے گا، اپنے بچوں کے بارے میں سوچے گا، اپنے مستقبل کے بارے میں سوچے گا، پھر سوچ سمجھ کر فیصلہ کریگا، تو خاوند سے توقع اس بات کی کی جاتی ہے کہ اسکے اندر تحمل مزاجی ہو، تحمل مزاجی کہتے ہیں کہ اگر کوئی

پروبلم (PROBLEM) ''دشواری'' آجائے تو اسی وقت فوراً فیصلہ نہ لے بلکہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے، لہٰذا اگر عورت کی طبیعت کے اندر جلد بازی ہے کہ وہ جلدی جذبات میں آجاتی ہے تو مرد کو چاہیئے کہ وہ تحمل مزاجی کا ثبوت دے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ گھر میں خوشحالی کی زندگی نصیب ہوگی اور میاں بیوی دونوں کامیاب زندگی گذار سکیں گے، لہٰذا شریعت نے دونوں کے حقوق ایک دوسرے پر عائد کردیئے، میاں کے حقوق بیوی پر اور بیوی کے حقوق میاں پر، عام طور پر یہ دیکھا گیا کہ جس محفل میں میاں بیوی کے حقوق بیان کیے جائیں، وہاں بیوی اپنے حقوق سنتی ہے کہ خاوند کو میرے کونسے حقوق پورے کرنے چاہیئں اور مرد اپنے حقوق سنتا ہے کہ بیوی کو میرے کونسے حقوق پورے کرنے چاہیئں اور گھر جاکر دونوں بحث کررہے ہوتے ہیں کہ تم نے میرا یہ نہیں پورا کیا اور تم نے میرا وہ پورا نہیں کیا، یہ چیز انتہائی غلط ہے، بلکہ خاوند کو چاہیئے کہ وہ اپنے حقوق سنے یا نہ سنے اپنی بیوی کے حقوق ضرور سنے، تاکہ انکو اچھے انداز سے پورا کرسکے اور بیوی کو چاہیئے کہ وہ خاوند کے حقوق کو ضرور سنے تاکہ وہ بھی اچھے انداز سے انکو ادا کرسکے۔

## اللہ رب العزت کا قانون

فرمایا ﴿فَوَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ﴾ ''ویل ہے ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کے لئے، کہ جب وہ لوگوں سے تول کر لیتے ہیں تو پورا پورا لینے کی کوشش کرتے ہیں، اور جب لوگوں کو دینے کا وقت آئے تو پھر اسمیں کمی کرتے ہیں''

(پ ۳۰ سورۃ مطففین)

## ایک دھوکہ

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ناپ تول میں کمی کرنے والا دوکان میں بیٹھتا ہے اور

یہ کمی صرف ناپ تول کی چیزوں ہی میں ہوتی ہے، نہیں! میزان اللہ رب العزت نے فقط دوکان پر ہی نہیں رکھا، بلکہ انسانوں کے حقوق میں بھی رکھا ہے، میاں بیوی کے حقوق میں بھی میزان ہے، عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ بیوی یہ تو چاہتی ہے کہ شوہر میری ہر خواہش پوری کرے اور جب خاوند کے حقوق پورا کرنے کا وقت آتا ہے تو دل چاہتا ہے تو کرتی ہے ورنہ نہیں کرتی، اسی طرح خاوند بھی یہی چاہتا ہے کہ بیوی میرے خاطر ہر وقت بچھی رہے اور ایسی بن کر رہے جیسی میں چاہتا ہوں اور یہ نہیں سوچتا کہ مجھے بھی ایسا بن کر رہنا چاہیے جیسے بیوی چاہتی ہے تو میاں بیوی کو جب ایک دوسرے سے حق لینے کا وقت آتا ہے تو میاں یہ چاہتا ہے کہ یہ پاکدامن بنکر رہے، باپردہ رہے اور اسکی طرف کوئی ایک آنکھ بھی نہ دیکھ سکے لیکن خود کا حال یہ ہوتا ہے کہ غیر محرم عورتوں کو دیکھتے پھرتے ہیں، تو یہ ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والا ہے کہ جو بیوی سے پاکدامنی کی توقع کرتا ہے اور خود غیر عورتوں سے مراسم بڑھاتا پھرتا ہے، یہ انسان اس ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والا ہے۔

اسی طرح عورت خاوند سے تو ہر بات کی توقع کرتی ہے کہ وہ میری ہر خواہش پوری کرے، اپنا مال خرچ کرے، مجھے ہر طرح کا عیش و آرام پہنچائے مگر خاوند کی فرمابرداری نہیں کرتی، پردہ داری کا خیال نہیں رکھتی، یہ عورت ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والی ہے اور ان دونوں کے لئے اللہ نے عذاب کیا بتایا؟ ''ویل'' بتایا اور ویل کہتے ہیں بربادی کو، ویل جہنم کا ایک خاص حصہ ہے جس میں اللہ رب العزت انسانوں کو عذاب دینے کے لئے آگ کے ستونوں کے ساتھ بندے کو باندھ دیں گے، اور پھر آگ کے انگارے ہوں گے جو اٹھیں گے اور بندے کے دل کے اوپر برسیں گے ﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ﴾ (پ ۳۰ سورۃ ھمزہ) وہ آگ ایسے چلے گی جیسے گولی جاتی ہے یا میزائل ٹھیک نشانے پر جاتا ہے، اس طرح وہ انگارے بندے کے دل پر جاکر لگیں گے، اللہ تعالیٰ یہ عذاب کیوں دیں گے؟ اسلئے کہ اسنے دنیا میں دوسروں کے دل کو جلایا

تھا اب جہنم میں اسکے دل کو جلایا جائے گا، تو ویل کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے دو جگہ کیا ایک عیب جو بندے کے لئے، اور دوسرا ناپ تول میں کمی کرنے والے کے لئے کہ اسمیں بھی دوسرے بندے کا دل جل رہا ہوتا ہے۔

## ایک واقعہ

ہم نے امریکہ میں ایک ایسے بندے کو بھی دیکھا کہ جو بیوی کو بیچ (دریا کے کنارے) لیجاتا تھا اور اسکو ہاتھوں پر دستانے بھی چڑھواتا اور پاؤں کے اوپر اسکو جرابیں بھی پہنواتا اور باقاعدہ نقاب والا برقعہ پہناتا اور خود اسکے ساتھ انڈر ویر (نیکر) پہن کر سمندر کے کنارے وقت گذارتا، اب یہ کتنا بیوقوف انسان ہے کہ بیوی سے تو توقع کرتا ہے کہ ایسے بن کر رہے اور اپنا حال یہ کہ نیکر پہنکر بیچ پر پھر رہا ہے اور غیر محرم عورتوں کو دیکھتا پھر رہا ہے، یہ بھی ناانصافی ہے اور ناپ تول میں کمی کرنے والی بات ہے، مرد اور عورت کے درمیان میزان ہے، اللہ تعالیٰ دیکھیں گے کہ کس نے حقوق کی ادائیگی میں شریعت کی رعایت کی ہے۔

## جوڑے بنانے کا مقصد

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم میں سے تمہارے لئے جوڑے بنادیئے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو'' (پ ۲۱ سورۂ روم ۲۱) تو گویا اسلام میں یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ شادی کا بنیادی مقصد یہ ہیکہ مرد بیوی کے ذریعہ سے سکون پائے اور بیوی مرد کے ذریعہ سے سکون پائے اور اگر گھر ایسا ہو کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہ کریں بلکہ ایک دوسرے کے عیب ڈھونڈنے میں لگے رہیں، تو یہ پرسکون زندگی کیسے ہوگی؟ پرسکون زندگی شریعت کی نظر میں کامیاب زندگی ہے، لہذا ہر مرد اور عورت دیکھے

کہ گھر میں پرسکون زندگی ہے یا نہیں؟ اور فرمایا ﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾ "میاں بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے مودۃ اور رحمت رکھدی" (پ ۲۱ سورہ رُوم ۲۱)

## لفظ مودت اور رحمت کا معنیٰ

دو لفظ ہیں (۱) ایک مودت (۲) دوسرا رحمت

جوانی کی عمر میں اگر میاں بیوی کسی وقت جھگڑ بیٹھیں تو دوسرے وقت پیار بھی کرلیں، اس معاملہ کو مودت کا معاملہ کہتے ہیں، لیکن جب بوڑھے ہوجائیں تو اب جنسی تقاضے تو ہیں نہیں، لہٰذا اب آپس میں رحمت کا معاملہ ہونا چاہیئے کہ اب زندگی کے کئی سال میاں بیوی کی حیثیت سے گذار چکے، اب یہ بچوں کے ماں باپ ہیں اب انکو ایک دوسرے کا لحاظ رکھنا چاہیئے، جس طرح کسی فیکٹری میں کوئی مزدور کام کرے ۲۰/۲۵ سال گذارنے کے بعد مالک بھی اسکے حق کی رعایت کرتا ہے کہ اسنے اتنا وقت کارخانہ میں گذارا ہے لہٰذا اسکے لئے اسپیشل بینیفٹس (خصوصی منافع) ہوتے ہیں لہٰذا شریعت نے کہا کہ میاں بیوی نے اکھٹے ایک لمبا عرصہ گذرا، اب ان دونوں کو ایک دوسرے کو اسکا مخصوص حق دینا چاہیئے، چنانچہ بڑھاپے میں بندہ بیمار ہوتا ہے طبیعت کے اندر کچھ جلد بازی آجاتی ہے بچوں والا معاملہ ہوجاتا ہے تو عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ بوڑھاپے میں میاں بیوی زیادہ جھگڑتے ہیں، بلکہ کسی نے تو عجیب کہا:

کہ جب شادی ہوئی تو میں بولتا تھا اور بیوی سنتی تھی،

پھر جب اولاد ہوگئی تو بیوی بولتی تھی اور میں سنتا تھا،

پھر جب ہم دونوں بوڑھے ہوگئے اب ہم دونوں بولتے ہیں اور محلے والے سنتے ہیں تو عام طور پر بوڑھاپے میں میاں بیوی کے جھگڑے زیادہ ہوتے ہیں، شریعت نے کہا کہ انکو رحمت کا خیال رکھنا چاہیئے اور ایک دوسرے کے ساتھ درگذر کا معاملہ کرنا چاہیئے، اسکی صحت کا، بیماری کا، اسکی عمر کا لحاظ رکھے اور یہ سوچے کہ اسنے زندگی کی جوانی میرے لئے گذرادی، اب یہ عورت میرے لئے قابل قدر ہے، عورت یہ

سوچ کہ شوہر نے اپنی زندگی میرے لئے گذاردی، اب بوڑھاپے میں اسے کیا تکلیف دوں لہذا دونوں ایک دوسرے کا لحاظ کریں، اسی چیز کو شریعت نے رحمت کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔

## مرد عورت ایک دوسرے کا لباس ہیں

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (پ ۲ سورہ بقرہ ۱۸۷) ''کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کے مانند ہیں خاوند بیوی کا لباس اور بیوی خاوند کا لباس'' کیا مطلب؟ اسکے کئی مطلب ہیں:

☆...... ایک تو یہ کہ جس طرح انسان کے جسم کے عیب لباس کی وجہ سے چھپ جاتے ہیں، اسی طرح خاوند بیوی کے عیب چھپائے اور بیوی خاوند کے عیب چھپائے ☆...... دوسرا یہ کہ لباس کی وجہ سے انسان کی شخصیت خوبصورت معلوم ہوتی ہے، اب ایک آدمی بے لباس ہو تو وہ دوسرے کے سامنے آتے ہوئے شرمائے گا، بے عزت ہوگا، ذلیل ہوگا، تو جس طرح لباس کی وجہ سے اسکو عزت ملی، شان ملی، تو گویا میاں بیوی بھی ایسے ہوں کہ خاوند کی وجہ سے بیوی کی خاندان میں عزت ہو اور بیوی کی وجہ سے خاوند کی خاندان میں عزت ہو۔

☆...... تیسری تفسیر جو سب سے زیادہ اچھی لگتی ہے وہ یہ کہ انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب اسکا لباس ہوتا ہے لباس سے زیادہ قریب اور کوئی چیز نہیں ہوتی تو یہ تعبیر بتائی کہ جب تم دونوں میاں بیوی بن گئے، اب تمہاری ذات کے سب سے زیادہ قریب تمہاری بیوی ہے اور بیوی کے سب سے زیادہ قریب اسکا خاوند ہے، یعنی اتنا قرب کا تعلق ہے دونوں میں کہ جس طرح لباس جسم کے قریب ہوتا ہے میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے قریب ہیں اب کسی کو اجازت نہیں کہ ان دونوں کے درمیان فاصلے ڈال سکیں، لہذا شریعت نے بتلایا کہ شب قدر کے اندر ہر گنہگار کی مغفرت ہو جاتی ہے لیکن جو میاں بیوی کے درمیان جدائی

ڈالنے والا بندہ ہوگا اس بندے کی شب قدر میں بھی مغفرت نہیں ہوتی۔

## ڈرنے والی بات

اب یہ جدائی ڈالنے والے کئی طرح کے ہوتے ہیں، مثال کے طور پر کئی دفعہ خاوند کی ماں، یا بہنیں میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالتی ہیں اور کئی مرتبہ غیر مرد ایسے ہوتے ہیں کہ عورت کو اپنی طرف مائل کر کے خاوند سے اسکو دور کر دیتے ہیں، اور کئی مرتبہ ایسی بری عورتیں ہوتی ہیں جو شادی شدہ مردوں کو اپنی طرف مائل کر کے بیویوں سے انکو جدا کر دیتی ہیں، تو جو بھی میاں بیوی کے درمیان ایک دوسرے کی جدائی کا سبب بنے گا اللہ تعالیٰ شب قدر میں بھی اسکی مغفرت نہیں فرمائیں گے۔

ادیان عالم میں میاں بیوی کے تعلق کو اتنا خوبصورتی کے ساتھ کہیں بیان نہیں کیا گیا جتنا خوبصورتی کے ساتھ قرآن مجید کی اس آیت کے چند الفاظ کے اندر بیان کر دیا گیا ہے کہ ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ عقل والوں کی عقلیں حیران ہیں اور فلاسفر اپنے فلسفے پر سر دھنتے ہیں کہ اسلامی شریعت نے میاں بیوی کے تعلق کو ان چند لفظوں میں اتنا خوبصورتی سے بیان کر دیا کہ لوگوں کی لکھی ہوئی کتابیں بھی انکے سامنے بے معنی ہو کر رہ گئی ہیں۔

## مؤمن کامل کی پہچان

نبی ﷺ نے فرمایا: [اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِه] ”ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ مؤمن ہے کہ جس کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ لطف سے زندگی گذارنے والا ہو، یعنی ملاطفت سے زندگی گذارنے والا ہو، اب غور کیجئے یہی ملاطفت کا لفظ قرآن پاک کا درمیانی لفظ ہے قرآن پاک میں جہاں اصحاب کہف کا تذکرہ ہے وہاں اللہ پاک

نے فرمایا ﴿ وَلْيَتَلَطَّفْ ﴾ جب اصحاب کہف نے اپنے ساتھی کو کھانا لینے کیلئے بھیجا تو اسکو تلقین کی کہ تم جب بات کرنا تو ملاطفت سے، نرمی سے کرنا، گویا قرآن پاک کے تمام الفاظ میں سے سب سے مرکز اور درمیان کا لفظ یہی ہے "نرمی اور محبت سے برتاؤ کرنا" اور آج کا مسلمان اسی سے محروم ہوتا جارہا ہے، جہاں ازدواجی زندگی کی بات آئی وہاں بھی شریعت نے اسی لفظ کو استعمال کیا، گویا یہ لفظ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ کامیاب زندگی گذارنے کے لئے یہ بنیادی نکتہ ہے، پیار ومحبت کی زندگی گذارنے کو ملاطفت کہتے ہیں۔

## دربار رسول ﷺ میں شکایت

نبی ﷺ کی خدمت میں ایک بیوی نے شکایت کی، فرمایا کہ اے اللہ کے محبوب! میرا شوہر چھوٹی چھوٹی بات پر مجھے مارتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

[ يظل احدكم يضرب امرأته ضرب العبد ثم يظل يعانقها ولم يستحي ] "اسکا چہرہ سیاہ ہو کہ وہ اپنی بیوی کو مارتا ہے ایک غلام کی طرح، پھر اسکا چہرہ سیاہ ہو کہ دوسرے وقت میں اس سے بغل گیر ہوتا ہے اور اس کو شرم بھی نہیں آتی" تو اگر یہ انسان اپنی بیوی کے ساتھ محبت وپیار کے لمحات گذارتا ہے تو اسکو شرم نہیں آتی کہ چھوٹی چھوٹی بات پر بیوی کو مارتا بھی ہے، وہ باندی تو نہیں ہے، وہ بیوی ہے، بیوی اور باندی میں فرق ہوتا ہے، عقلمند کو اس فرق کو سمجھنے کی ضرورت ہے لہذا یاد رکھنا کہ بیوی کو بندہ نکاح کے ذریعہ خرید نہیں لیتا، اسلئے کہ ماں باپ نے اسکو آزاد جنا ہوتا ہے، وہ نکاح کے ذریعہ مرد کے عقد میں آتی ہے، تاکہ اسکے ساتھ زندگی کی شریکِ حیات بن کر زندگی گذارے، وہ باندی نہیں، نجاتی، شریعت نے میاں بیوی کے تعلق کو آقا اور باندی کا تعلق نہیں بتایا، بلکہ دو اچھے دوستوں کا تعلق بتایا ہے، کہ میاں بیوی دو محبت کرنے والے دوستوں کی طرح زندگی گذاریں، تاہم انمیں سے شریعت نے فضیلت مرد کو دیدی کہ جب کبھی دونوں میں

اختلاف رائے ہوجائے تو عورت خاوند کی رائے کو اپنی رائے بنالے، تاکہ اختلاف کا حل نکل آئے، تاہم اچھے لوگ ہمیشہ بیویوں کے ساتھ مشورے سے گھر کے امور کو انجام دیتے ہیں۔

## جذبات پر قابو ضروری

نبی ﷺ نے کتنی سخت بات فرمائی اس شخص کے لئے جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بیوی پر ہاتھ اٹھالیتا ہے، اسی لئے کہا گیا کہ "جاہل مرد کا ہاتھ بے قابو ہوتا ہے اور بیوقوف عورت کی زبان بے قابو ہوتی ہے" بلکہ کہنے والوں نے یہ بھی کہا کہ "عورت کی زبان ایسی تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوتی" اور یہ بھی سن لیجئے کہ بدزبان بیوی شوہر کو قبر تک پہنچانے میں گھوڑے کی ڈاک کا کام کرتی ہے، جسکی بیوی بدزبان ہے تو یوں سمجھ لیجئے کہ اس بندے کی زندگی غموں میں گذرتی ہے، ہاں یہ مان لیا کہ بیوی کا تعلق خاوند کے ساتھ ناز انداز کا ہوتا ہے تو کبھی کبھی انکی باتوں میں ایسی بات آجاتی ہے اس وقت خاوند کو برداشت بھی دل میں رکھنی چاہیے، لیکن آپس میں محبت وپیار کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے جب شریعت کا خیال نہیں رکھتے فقط دنیاداری کا خیال ہوتا ہے تو میاں بیوی بجائے محبت کے الٹا نفرت کرنے لگ جاتے ہیں، اس لئے کہنے والے نے کہا کہ ایسے خوش نصیب شوہر کم ہیں جو دن میں ایک بار اپنی بیوی کی جان کو نہ روئیں، اور ایسی بیویاں بھی تھوڑی ہیں جو دن میں ایک بار اپنے شوہر کو نہ کوسیں، جب شریعت وسنت کا خیال ہی نہیں رکھنا تو پھر محبت وپیار کہاں سے ہوگا، اسلئے چاہیے کہ بیٹیوں کو سورۂ نساء (پ۴) اور سورۂ نور (پ۱۸) کی تفسیر پڑھائی جائے تاکہ انکو گھروں کے حقوق کا پتہ چل جائے، اور مردوں کو بھی پڑھنا چاہیے تاکہ انکو بھی حقوق کا علم ہوجائے۔

## عورت پر مرد کے حقوق

(۱) ...... ﴿الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ "اللہ رب العزت نے

مردوں کو عورتوں پر قوام عطا فرمایا ہے" (پ۵ سورۃ النساء ۳۴) لہذا اگر گھر میں کوئی بھی مسئلہ ہے اور دو تین رائے بن رہی ہیں، شریعت نے عورت کو حکم دیا کہ تم اپنی رائے کو شوہر کی رائے کے مقابلہ میں ختم کردو، لہذا اگر تم خاوند کی رائے کو قبول کرلوگی تو گویا آپ نے قرآن پاک کی اس آیت کو قبول کرلیا، یہاں تک نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر سجدہ کرنے کی اجازت غیر اللہ کو ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔

(۲)...... اسی طرح یہ بھی عورت کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ گھر سے باہر نکلنا چاہے تو وہ مرد کی اجازت بغیر نہ نکلے اور نہ اپنے گھر کے اندر مرد کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے دے۔

(۳)...... مال اور عزت میں خیانت نہ کرے، اسلئے کہ اللہ رب العزت اس سے ناراض ہوں گے۔

(۴)...... اولاد کی اچھی تربیت کرنا یہ بھی عورت کی ذمہ داری ہے کہ بچے ماں کے ساتھ زیادہ وقت گذارتے ہیں، اسلئے جب ماں بچپن میں ہی ان بچوں کی تربیت کرے گی تو یہ بڑے ہوکر نیک بنیں گے، بچے کی مثال پگھلی ہوئی دھات کی طرح ہوتی ہے اسکو آپ جس سانچے میں ڈالیں گے اسی کی شکل اختیار کرلیگی تو اگر ماں بچپن سے اسے نیکی سکھائے گی تو بچے بھی نیک بن جائیں گے اور اگر بچپن میں محبت کی وجہ سے انکی تربیت نہ کی تو پھر یہ بڑے ہوکر کسی کی بھی بات نہیں سنیں گے، یاد رکھئے کہ "بچپن کی کوتاہیاں پچپن میں بھی انسان سے زائل نہیں ہوتیں" اسلئے بچپن میں انسان کی تربیت کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

(۵)...... حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جو عورت فرائض کو پورا کرنے والی ہو یعنی روزہ، نماز، ادا کرنے والی ہو، پردے کا لحاظ کرنے والی ہو اور وہ اس حالت میں مرے کہ اسکا خاوند اس سے خوش ہو تو اللہ رب العزت اسکے لئے جنت کا دروازہ کھولدیتے ہیں، اسلئے عورت کو چاہئے کہ اپنے اندر نیکی پیدا کرے "خوبصورت

عورت کو دیکھنے سے آنکھ خوش ہوتی ہے اور خوب سیرت عورت کو دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے" ایک حدیث پاک میں یہ بھی فرمایا گیا کہ جس عورت کا خاوند اس سے ناراض سوئے، تو صبح ہونے تک اللہ کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

(۶)......شریعت نے کہا کہ اگر میاں بیوی میں کوئی ان بن ہو بھی جائے تو عورت کو پہل کرنی چاہیئے کہ وہ خاوند کو منالے، یہ بھی بات ذہن میں رکھیئے گا کہ کئی عورتیں ضد کر جاتی ہیں کہ نہیں خاوند ہی ہمیں منائے گا، شریعت کو سامنے رکھ کر اگر ضد چھوڑ دیں گی تو اللہ رب العزت کی رضا پائیں گی، ورنہ آپ ضد پوری کروا کے اپنا دل تو راضی کر لیں گی مگر اللہ رب العزت کا آپ پر غصہ ہوگا، تو شریعت نے کہا کہ اگر خاوند بلاوجہ بھی اپنی بیوی سے ناراضگی کا اظہار کرے تو بیوی کو چاہیئے کہ وہ اپنے خاوند کو منالے، جب وہ اپنے خاوند کو منالے گی تو یوں سمجھے کہ اس نے اپنے پروردگار کی رضاء حاصل کر لی سبحان اللہ۔

## عورتوں کے حقوق مردوں پر

مردوں کو یہ حدیث تو یاد ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر سجدہ کرنے کی اجازت غیر اللہ کو ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے اور یہ یاد نہیں رہتا کہ اللہ نے ہمیں کیا حکم دیا ہے، ہم بیویوں کے حقوق کیسے ادا کریں؟

(۱)......لھذا بیوی کے نان نفقہ کا بوجھ اللہ رب العزت نے خاوند کے اوپر رکھا اسلئے بیوی کو نان نفقہ کے بارے میں کسی غیر کا محتاج نہ بنائے۔

بہت سے خاوند بیوی کو نان نفقہ کے باب میں اپنے ماں باپ کا محتاج بنا دیتے ہیں، یا اپنے بڑے بھائی کا محتاج بنا دیتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ نان نفقہ میں بیوی اپنے خاوند کی محتاج رہے، ہاں خدمت انکی کرے ماں باپ کی حثییت سے، دوسروں کے ساتھ اچھے رشتہ داروں کا تعلق رکھے مگر اپنی بیوی کو دوسروں کی باندی نہ بنائے، ہم نے تو یہاں تک دیکھا کہ کئی مرتبہ شوہر بیوی کو اتنا

ذلیل کردیتے ہیں کہ گھر کے کسی فرد کے اگر کپڑے استری نہیں کیے تو اس پر بھی طلاق کی دھمکیاں دیدیتے ہیں، یہ انتہائی جاہل قسم کے خاوند ہوتے ہیں، جن کو شریعت وسنت کا پتہ ہی نہیں ہوتا، تو شریعت نے کہا کہ نان نفقہ کے ادا کرنے میں بیوی کا حق ادا کرنا یہ شوہر کی ذمہ داری ہے، چنانچہ اسکو کوئی چیز چاہیئے یا ضرورت کے لئے پیسے چاہئیں وہ خاوند سے مانگے، ایک دفعہ نہیں بیشک دس دفعہ مانگے مگر کسی تیسرے کا محتاج بنا کر نہ رکھے، محبت کی وجہ سے وہ کسی تیسرے کو وہ مقام دیدے کہ وہ ماں باپ ہیں تو اور بات ہے، لہذا نان نفقہ کے معاملہ میں بوجھ خاوند کے اوپر ہے کہ اسکو خرچہ دے۔

## نفقہ کا ایک اہم مسئلہ

یہاں نفقہ کا ایک مسئلہ سن لینا چاہیئے: ایک تو ہے گھر کی عام ضروریات کا خرچہ، یہ ایک علیحدہ چیز ہے، شریعت نے یہ حکم دیا کہ خاوند کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی کا خرچہ ماہانہ اپنی حیثیت کے اعتبار سے کچھ متعین کردے، وہ ہر مہینے اپنی بیوی کو دیکر بھول جائے (سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے شریعت کا حکم ذمہ داری سے عرض کررہا ہوں) اسکا حساب اس سے نہ مانگے، اب عورت کا اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اپنے کپڑے اور جوتوں پر اسکو خرچ کرے اور اگر چاہے تو اپنے بچوں پر اسکو خرچ کرے، یا چاہے تو غرباء پر اسکو خرچ کرے، اسلئے کہ عورت کا بھی تو دل ہے کہ میں اللہ کے راستے میں اسکو خرچ کروں، ممکن ہے کہ وہ کسی غریب عورت کی امداد کرنا چاہتی ہو، کوئی دکھی عورت اسکے علم میں ہو وہ اس عورت کو کچھ دینا چاہتی ہو یا اللہ کے راستے میں خرچ کرنا چاہتی ہو، تو عورت کو پھر اختیار ہے کہ وہ اپنے پیسے جو جیب خرچ کے ہیں انکو اپنی مرضی سے خرچ کرے، آج کل چونکہ جیب خرچ متعین نہیں کیا جاتا، لہذا گھر کے خرچے کو عورتیں جیب خرچ ہی سمجھ لیتی ہیں، پھر خاوند جھگڑے کرتے ہیں، کہ تم نے یہ پیسے کدھر کیے یہ کدھر گئے، تو بہتر ہے کہ ہم

اپنی زندگی کو شریعت وسنت کے مطابق گذاریں، شریعت یہ نہیں کہتی کہ خاوند پر اتنا بوجھ ڈالے کہ اٹھانہ سکے ہاں جتنا خرچ وہ آسانی سے دے سکتا ہے اتنا خرچ متعین کردے، ممکن ہے کہ وہ اپنے جسم کے لئے، کپڑوں کے لئے، کچھ چیزیں خریدنا چاہے تو اسکو چھوٹی چھوٹی بات میں خاوند کی منتیں تو نہ کرنی پڑے، اسلئے شریعت نے عورت کی عزت کا خیال رکھا کہ اسکی ذاتی ضرورت کیلئے ہر وقت شوہر کی محتاج نہ رہے، فقیروں کی طرح ہاتھ نہ پھیلاتی پھرے۔

## بیوی کے لئے گھر

خاوند کی ایک ذمہ داری (حق) یہ ہے کہ اپنی بیوی کو سر چھپانے کی جگہ دے، مثال کے طور پر ایک ایسا کمرہ جس میں عورت اپنا سامان رکھ سکے، اور اپنے خاوند کے ساتھ اپنا وقت گذار سکے، یہ خاوند کے اوپر لازم ہے اور اگر اللہ رب العزت نے خاوند کو خوب دے رکھا ہے، تو بیوی کو مکان بنا کر دینا یہ خاوند کی ذمہ داری ہے، ہمارا تجربہ یہ ہے کہ شریعت کے اس حکم میں اتنا حسن ہے کہ اگر ماں باپ کے ساتھ کوئی اپنا گھر لے لیا جائے تو دیکھنے میں تو نظر یہ آتا ہے کہ ماں باپ سے علیحدہ ہو گئے، مگر محبتیں سلامت رہتی ہیں اور زیادہ دیر تک ایک دوسرے کے ساتھ پیار رہتا ہے ایک ہی گھر میں رہ کر کئی دفعہ دلوں میں نفرتیں آجاتی ہیں، اسلئے شریعت نے حکم دیا کہ تم اپنی بیوی کو سر چھپانے کی جگہ دیدو، ہم نے تو کئی جگہ دیکھا کہ نکاح خاوند سے ہوتا ہے اور حکم ساس کا چل رہا ہوتا ہے، یا سسر کا چل رہا ہوتا ہے، اب وہ بوڑھے بندے کیا سمجھیں کہ نوجوانوں کی ضروریات کیا ہیں؟ وہ اپنا حکم چلاتے ہیں، میاں بیوی کے تعلقات کو نہیں دیکھتے، بلکہ ہم نے تو کئی جگہ دیکھا کہ ساس جب دیکھتی ہے کہ خاوند بیوی کا زیادہ خیال کرتا ہے تو خاوند کو بیوی سے متنفر کرنا شروع کر دیتی ہے، کہ یہ ہم سے نہ ٹوٹ جائے، ایسی عورت پرلے درجہ کی جاہل ہوتی ہے، وہ سمجھتی ہی نہیں کہ شریعت نے حکم کیا دیا ہے، ماں کو تو خوش ہونا

چاہیئے کہ میرا بیٹا اپنی بیوی کے ساتھ اچھی زندگی گذار رہا ہے۔

## تعلقات میں توازن ضروری

میاں بیوی اچھی زندگی گذارنے کے ساتھ ساتھ ماں باپ کے فرماں بردار بھی بنے رہیں، یہ نہیں کہ بیوی کو تو وہ ہمیشہ غصے میں رکھے اور ماں باپ کی بات مانتا رہے، ماں باپ کے حقوق اپنی جگہ ہیں، میاں بیوی کی زندگی اپنی جگہ ہے، اسمیں توازن رکھنے کی ضرورت ہے، عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ جس لڑکی کو خود پسند کرکے بہو بناتی ہے جس لمحہ وہ گھر آتی ہے اسی میں وہ کیڑے نکالنا شروع کردیتی ہے کہتی ہے جی بہو اچھی نہیں، یہ بھی عجیب بات ہے، عام طور پر عورتیں کہتی ہیں کہ جب میں بہو تھی تو ساس اچھی نہ ملی اور جب میں ساس بن گئی تو بہو اچھی نہ ملی، تو اسکا مطلب ہے کہ آپ ہی بڑی اچھی ہو، اسلئے ماں باپ کو چاہیئے کہ وہ بچوں کو خوش دیکھ کر خوش ہوں، یہ نہ ہو کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانا شروع کردیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کا ہوا بنانا شروع کردیں۔

## غصے سے اجتناب

میاں بیوی کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کے معاملہ میں غصے کو پیچھے رکھیں تحمل مزاجی کا ثبوت دیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (پ۴ سورۂ آل عمران ۱۳۴) "وہ غصے کو پی جانے والے ہوتے ہیں، انسانوں کو معاف کردینے والے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت فرماتے ہیں" لہٰذا جو انسان دنیا میں دوسروں کے ساتھ نرمی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے ساتھ نرمی کریں گے، اور جو اپنے ماتحتوں کے ساتھ سختی کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ سختی فرمائیں گے۔

## معافی کی ترغیب

طبرانی شریف کی روایت ہے کہ جو آدمی دنیا میں دوسروں کی غلطیوں کو

جلدی معاف کرنے والا ہوگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی غلطیوں کو جلدی معاف فرمادیں گے، ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جس نے کسی مؤمن کا دل خوش کیا اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں اور وہ فرشتہ قیامت تک اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے اور اسکا ثواب اس خوش کرنے والے بندے کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے، تو جب عام مؤمن کے دل کو خوش کرنے کا اتنا اجر ہے تو جو خاوند اپنی بیوی کا دل خوش رکھے گا تو اللہ رب العزت کی طرف سے وہ کتنا اجر پائے گا، لہذا اس بات کو دلوں پر لکھ لیجئے کہ "جو خاوند پیار کے ذریعہ اپنی بیوی کا دل نہ جیت سکا وہ تلوار کے ذریعہ بھی نہیں جیت سکتا" اسلئے جب محبت و پیار کی بنیاد ہو تو پھر انسان کی ازدواجی زندگی کامیاب ہوتی ہے۔

## زوجین کو تقویٰ کا حکم

اللہ رب العزت نے جہاں جہاں میاں بیوی کے حقوق کا تذکرہ فرمایا وہاں فرمایا ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ﴾ (پ۲ سورۂ بقرہ ۲۲۳)

"اللہ سے ڈرنا اور اس بات کو یاد رکھنا کہ تم کو اللہ سے ملاقات کرنی ہے"

کئی مرتبہ میاں بیوی کے اندر جھگڑا کسی اور بات پر ہوتا ہے اور لوگوں کے سامنے اسٹوریاں کچھ اور بنا دیتے ہیں، بیوی سمجھ رہی ہوتی ہے کہ میں خاوند کے ساتھ زیادتی کر رہی ہوں، مگر خاوند کو نیچا دکھانا چاہتی ہے اسی طرح خاوند سمجھ رہا ہوتا ہے کہ بیوی نیک ہے مگر اسکو نیچا دکھانے کے لئے اسکو زچ کر رہا ہوتا ہے تو جب دل میں بدنیتی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ اللہ سے ڈرنا ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ﴾ اور جان لو تم نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے جو تمہارے دلوں کے بھید جاننے والا ہے" تم اگر بدنیت بنکر عمل کرو گے تو قیامت کے دن تمہاری نیت تمہارے سامنے آجائے گی، اسلئے انسان اپنے دل کی نیت پر نظر رکھے اور دوسروں کو ستانے کے بجائے انکے حقوق پورا کرنے والا بن جائے۔

## بیوی راضی اللہ راضی

ہمارے مرشد (حضرت مولانا غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنا واقعہ ایک مرتبہ مردوں کو سنایا اس واقعہ کو پڑھ کر ذرا سمجھنے کی ضرورت ہے، یہ واقعہ انکی وفات سے کچھ پہلے کا ہے، فرمایا: ایک مرتبہ میں وضو کر رہا تھا میری اہلیہ وضو میں میرا تعاون کر رہی تھی، وہ پانی لوٹے میں لیکر آئی وہ پانی ڈال رہی تھی اور میں وضو کر رہا تھا، انکے پانی ڈالنے میں کچھ غفلت سی ہوئی، تو فرمانے لگے کہ میں نے اسکو ڈانٹ دیا، جب میں نے اسے ڈانٹ دیا تو اسکا دل ذرا اداس سا ہو گیا، کہ ایک تو میں خدمت کر رہی ہوں اور اوپر سے مجھے ڈانٹ دیا گیا فرمایا کہ میں نے وضو کیا اور وضو کر کے میں مسجد کی طرف چلنے لگا، اپنے گھر اور مسجد کے درمیان میں جب پہنچا اس وقت میرے دل میں اللہ نے یہ بات ڈالی کہ تو اپنی بیوی کے دل کو تو رنجیدہ کر چکا ایک معمولی سی بات پر، اب تو آ کر مصلے پر کھڑا ہو گا تو تو مجھے کیسے راضی کر سکے گا؟ فرماتے ہیں کہ میں وہیں سے اپنے گھر واپس گیا اور اپنی بیوی سے میں نے معافی مانگی اور جب میں نے انکے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے تب واپس آ کر نماز پڑھی، اللہ نے الہام فرمایا کہ میرے پیارے میں تیرے اس عمل کی وجہ سے تجھ سے راضی ہو گیا۔

## عجیب واقعہ

حضرت اقدس تھانویؒ نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی کی بیوی سے غلطی ہو گئی، اس نے اسکو اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کر دیا، جب یہ آدمی فوت ہوا کسی نے خواب میں دیکھا تو اسنے پوچھا کہ کیا بنا؟ کہنے لگا کہ باقی عمل تو کام کے نہ نکلے بس ایک عمل اللہ کو پسند آ گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے ایک موقع پر اپنی بیوی کو میری بندی سمجھ کر معاف کر دیا تھا، چل آج میں نے بھی تجھے اپنا بندہ سمجھ کر معاف

کردیا، تو اگر ہم بیوی کی غلطی اور کوتاہی سے درگذر کریں گے تو اللہ تعالی اس کے بدلے ہماری کوتاہیوں سے درگذر فرمائیں گے، اسکا یہ مطلب نہیں کہ اصلاح کی گھر میں باتیں ہی نہ کرو، یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بیوی ڈش لگواتی ہے کیبل لگواتی ہے اور بدمعاشیاں کرتی ہے اب اسکو کچھ کہنے سے رک جاؤ، ناناشریعت کی حدود کے اندر تو اسے رہنا ہی ہے، حدود کے اندر رہتے ہوئے اسکو ستانا نہیں محبت و پیار کی زندگی گذارنی ہے۔

## شادی سبب خانہ آبادی

ہمارا یہ تجربہ ہے کہ مسلمان عورتوں میں سو میں سے ننانوے لڑکیاں جب شادی کے وقت اپنے گھر سے رخصت ہوتی ہیں تو گھر آباد کرنے کی نیت کے ساتھ گھر سے رخصت ہوتی ہیں، اب یہ خاوند پر منحصر ہے کہ اگر اسنے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا تو بیوی نے گھر آباد کرلیا اور اگر اس نے بداخلاقی کا مظاہرہ کیا تو گھر برباد کرلیا، لہذا یہ خاوند پر منحصر ہے کہ وہ بیوی کو کیسے ڈیل (DEAL) کرتا ہے اسلئے نیک بیوی کی تو ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے۔

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستاں میں
رہے تو ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

اگر خاوند بیوی کو پیار دینے والا ہو تو اسکو تو صحرا میں بھی گلشن کا مزہ آئے گا۔

## میری پیاری ماں

اس عاجز (صاحب خطبات) کی والدہ صاحبہ کی وفات ہوئی انکی عمر تقریبا نوے سال ہو چکی تھی وہ اپنے گھر میں رہتی تھیں اور اس عاجز کا گھر بالکل قریب ہی تھا میری خواہش یہ تھی کہ والدہ صاحبہ کو اپنے پاس رکھوں اس کے لئے ہمیشہ انکی منت سماجت کرتا رہتا، آپ میرے ساتھ ٹھہریں، میں آپ کا سب سے چھوٹا بیٹا ہوں، میرے اوپر احسان فرمائیں ہم میاں بیوی آدھا آدھا گھنٹہ انکے پاؤں دباتے رہتے کہ آپ ہمارے گھر میں رہیں، مگر والدہ ہمارے ساتھ اتنا خوش، اتنا راضی کہ

دعائیں ہی دیتی رہتیں، مگر ہمارے گھر رہنے پر راضی نہیں ہوتی تھیں، ہماری پوری عمر اسی خواہش اور تمنا میں گذر گئی، وفات سے کچھ عرصہ پہلے میں نے تخلیہ میں انکی طبیعت کو خوش دیکھا تو انکے پاؤں پکڑ کر کہا، کہ میرے دل کی تمنا ہے کہ مجھے یہ سعادت ملے کہ آپ میرے ساتھ میرے اُس گھر میں رہیں، اسوقت پیاری والدہ نے مجھے اپنے دل کی بات کہی اور مجھے حیران کر دیا، فرمانے لگیں! بیٹا تمہارے والد مجھے اس گھر میں لے کر آئے تھے، اب وہ فوت ہو گئے، میرا دل چاہتا ہے کہ میرا جنازہ اسی گھر سے نکلے، میں حیران ہو گیا، کہ نوے سال کی عمر میں بھی انکو اس بات کا خیال تھا کہ خاوند مجھے جس گھر میں لایا تھا اب میرا جنازہ اسی گھر سے باہر نکلے، تو اگر خاوند پیار دیگا تو بیوی تو زندگی اس پر خرچ کر دے گی۔

چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخ گل بدلی نہ ہم نے آشیاں بدلا

اسلئے نیک بیویاں تو خاوند کے فوت ہونے کے بعد بھی اسکا پاس اور لحاظ رکھا کرتی ہیں

## گر کی بات

چند باتیں جو میاں بیوی کے یاد رکھنے کی ہیں اور اس بیان کا نچوڑ ہیں

(۱)...... ﴿تحمل اور بردباری کی وجہ سے زندگی کامیاب گذرتی ہے﴾ عام طور پر دیکھا گیا کہ جہاں محبت پتلی ہوتی ہے وہاں عیب موٹے نظر آتے ہیں اور جہاں محبت موٹی ہوتی ہے عیب پتلے نظر آتے ہیں، تو اگر خاوند کو بیوی میں عیب موٹے نظر آئیں تو سمجھ لے کہ میرے دل میں اسکی محبت پتلی ہے اور اگر بیوی کو خاوند کے عیب موٹے نظر آئیں تو وہ بھی سمجھ لے کہ محبت پتلی ہے، جہاں محبت موٹی ہو جائے گی وہاں عیب خود بخود پتلے ہو جائیں گے۔

(۲)...... ﴿محاذ آرائی نہ کرے﴾ ذرا سی بات کو پکڑ کر محاذ آرائی نہ کریں کہ ذرا سی بات ہوئی اور اسکو موضوع بنا لیا، اب بیوی بھی ضد پر آ گئی اور خاوند بھی ضد پر

آ گیا یہ کتنی بیوقوفی کی بات ہے، اپنی باتوں کو ہمیشہ افہام اور تفہیم کے ذریعہ سلجھانے کی کوشش کریں کسی اچھے وقت کا انتظار کریں کہ جب بیوی کا دماغ ذرا خاوند کی طرف متوجہ ہوگا اور بات سننے کیلئے تیار ہوگی، اس وقت اسکو بات کہیں، تو بات سمجھ لے گی، کسی عارف نے کہا۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ

ترا کے میسر شود ایں مقام کہ با دوستان ست خلاف است و جنگ

[ہم نے تو یہ سنا کہ اللہ والے غیروں کے بھی دل کو تنگ نہیں کرتے، تجھے یہ مقام کہاں سے حاصل ہوگا کہ تو تو اپنوں سے برسرِ پیکار ہے]

تو جو میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑ رہے ہوں انہیں سوچنا چاہیئے کہ اللہ نے ہمیں کیا تعلق دیا؟ اور ہم کرتے کیا پھر رہے ہیں، تو محاذ آرائی سے بچنا چاہیئے، ایک دوسرے کی ستر پوشی کرنا چاہیئے، اسلئے کہ میاں بیوی جو ٹھہرے، ہم نے تو یہاں تک سنا کہ کئی دفعہ جوان جوڑے غلطی کر جاتے ہیں خاوند اپنی بہنوں میں بیٹھ کر بیوی سے مذاق کرتا ہے، یا بیوی اپنے گھر والوں کے سامنے خاوند سے مذاق کر جاتی ہے، یہ انتہائی بیوقوفی کی بات ہے، یہ دونوں تو ایک دوسرے کے محافظ ہیں انکو تو ایک دوسرے کا خیال کرنا چاہیئے۔

دنیا کی بات چھوڑیئے دنیا تو غیر تھی

تم نے بھی کچھ خیال ہمارا نہیں کیا

تو میاں کو بیوی کا خیال کرنا چاہیئے اور بیوی کو میاں کا، اور اگر خاوند چاہتا ہے کہ بیوی محبت سے رہے تو خاوند کو بھی چاہیئے کہ وہ بیوی کے ساتھ محبت سے رہے [لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ] "رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں عام مومنوں کے بارے میں، کہ تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے بھائیوں کے لئے وہی پسند نہ کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو" تو جب ایک دوسرے کے ساتھ اچھا بن کر رہیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ انکے کاموں میں برکت عطا فرمائیں گے

## سکون کس جگہ؟

قرآن پاک میں تین چیزوں کے بارے میں سکون کا لفظ استعمال ہوا ہے

(۱)...... جہاں بیوی کا تذکرہ ہوا فرمایا ﴿لِتَسْكُنُوا اِلَيْهَا﴾ ”تم اس سے سکون پاؤ“

(۲)...... جہاں پر گھر کا تذکرہ ہوا قرآن پاک میں وہاں فرمایا ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا﴾ ”کہ تمہیں گھر میں رہنے سے سکون ملتا ہے“

(۳)...... اور تیسرا جہاں رات کا تذکرہ ہوا، قرآن مجید میں وہاں سکون کا تذکرہ کیا فرمایا ﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ سَكَنًا﴾ ”ہم نے رات کو تمہارے لیے سکون کی چیز بنایا“

تو معلوم ہوا کہ جو مرد اپنے گھروں میں اپنی بیویوں کے ساتھ رات گذارتے ہیں قرآن کے حساب سے اللہ تعالیٰ انہیں تین گنا ثواب عطا فرماتا ہے اور جنکو باہر وقت گذارنے کی عادت ہوتی ہے وہ سکون سے ہمیشہ خالی رہا کرتے ہیں، تاہم کچھ ایسے بھی گھرانے ہوتے ہیں جہاں پر ازدواجی تعلقات کچھ اچھے نہیں ہوتے، کہیں بیوی کی غلطی، کہیں میاں کی غلطی، کہیں دونوں کی غلطی۔

## ایک قیمتی عمل

ایک عمل کی اجازت سب مستورات کو دی جاتی ہے وہ پڑھنا شروع کردیں جتنی عورتیں شادی شدہ ہیں وہ تو ضرور ہی پڑھیں، لیکن جو بڑی عمر کی بچیاں ہیں سمجھدار ہیں، وہ بھی پڑھیں، جب اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر انکے گھر کو آباد کریں گے تو انشاء اللہ انکو خوشیاں نصیب ہوں گی، اس عمل کی اجازت ایک بزرگ نے اس عاجز کو دی اور اب تک ہزاروں انسانوں کو یہ عمل بتانے کے بعد یہ عاجز اس نتیجہ پر پہنچا کہ اللہ رب العزت نے سب کی پریشانیوں کو دور کردیا اور گھر میں سکون کی زندگی نصیب ہوگئی، تو آپ بھی یہ عمل شروع کردیجئے:

عمل یہ ہے کہ آپ جب بھی کوئی نماز پڑھیں فرض ہو، واجب ہو، نفل ہو،

اسکی آخری التحیات میں (یعنی دو رکعت کی تو ایک ہی التحیات ہوتی ہے) لیکن چار رکعت میں تو دو مرتبہ التحیات میں بیٹھتے ہیں تو آخری التحیات جسمیں آپ نے سلام پھیرنا ہوتا ہے اسمیں جب آپ ربنا آتنا یا کوئی بھی دعاء پڑھتی ہیں اور سلام پھیرنے لگتی ہیں اس وقت سلام پھیرنے سے پہلے آپ یہ دعاء بھی پڑھا کریں ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (پ۱۹ الفرقان) اس دعاء کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ آپ گھر کے سارے افراد کو آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنادیں گے، اسکی اجازت ان تمام عورتوں کو ہے جو یہ آواز سن رہی ہیں، اللہ تعالیٰ برکتیں عطا کرے اور گھروں میں سکھ سکون کی زندگی نصیب کرے۔

## کامیابی کا راز

حوصلے بڑے رکھنے چاہئیں انگلش کا ایک فقرہ ہے

[To run a big Show one shold have abig heart]

جب بڑا گھر چلانا ہو اور کامیاب چلانا ہو تو پھر میاں بیوی دونوں کو دل بڑے رکھنے چاہئیں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھنا نہیں چاہیے، اسمیں ایک اصولی بات یاد رکھیں کہ میاں بیوی دونوں کو چاہیئے کہ وہ آپس میں یہ بات طے کرلیں کہ بیوی خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات بنانے کی ذمہ دار ہو اور خاوند بیوی کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات کا ذمہ دار ہو، یعنی جہاں خاوند کے رشتہ داروں کی بات آئے، اسکی بہنوں کی، والدہ کی، والد کی، اسکی بھائیوں کی، دوسرے رشتہ داروں کی، تو بیوی اپنی ذمہ داری سمجھے کہ میںنے خاوند کے رشتہ داروں کا بھلا سوچنا ہے، انکے ساتھ اچھا سلوک رکھنا ہے، انکے دلوں کو خوش رکھنا ہے، اور جہاں بیوی کے رشتہ داروں کا تذکرہ آیا بیوی کے ماں باپ، بھائی بہن، رشتہ داروں کا، تو وہاں خاوند اپنی ذمہ داری سمجھے کہ میںنے ان کو خوش رکھنا ہے، جب بیوی خاوند کے رشتہ داروں کو خوش رکھے گی اور خاوند بیوی کے رشتہ داروں کو خوش رکھے

گا، تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو آپس میں خوش رہنے کی توفیق عطا فرمائیں گے، عام طور پر غلطی یہ ہوتی ہے کہ خاوند اپنے رشتہ داروں کو تو خوش رکھتا ہے لیکن بیوی کے رشتہ داروں کی پرواہ ہی نہیں کرتا، یعنی بیوی کو گھر لیکر آیا اور بارہ سال سے بیوی کو گھر ہی نہیں بھیجا ذرا سوچیے کہ اگر اسکے اپنے ساتھ یہی ہوتا، کہ اسکو کوئی بارہ سال تک اپنے ماں باپ سے نہ ملنے دیتا تو اس پر کیا گذرتی؟ تو بیوی تو گویا انسان ہی نہیں، اسکا تو دل ہی نہیں کہ وہ اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں سے جا کر مل آئے! یہ کتنے تعجب کی بات ہے، تو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

## جھگڑا کیوں ہوتا ہے؟

میاں بیوی عام طور پر ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں لڑتے ہمیشہ کسی تیسرے کی وجہ سے لڑتے ہیں، یا خاوند کے ماں باپ، بہن بھائیوں کی وجہ سے لڑتے ہیں، یا بیوی کے ماں باپ، بہن بھائیوں کی وجہ سے لڑتے ہیں، کہیں بیوی کی ماں اسکو سکھا رہی ہوتی ہے اور کہیں خاوند کی ماں اسکو سکھا رہی ہوتی ہے، کہیں خاوند کا باپ آڑے آرہا ہوتا ہے اور کہیں بیوی کا باپ ضد کر کے بیٹھا ہوتا ہے، تو میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں لڑتے، ہمیشہ تیسرے کی وجہ سے لڑتے ہیں، جب تم دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کے مانند ہو تو تم تیسرے کو درمیان میں آنے ہی کیوں دیتے ہو؟ آپس کے معاملات خود طے کرلو، ماں باپ کو بتاؤ کہ ہم خوشی سے زندگی گذار رہے ہیں، ماں باپ کو درمیان میں آنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی، تو میاں بیوی کو عقلمندی کے ساتھ ایسی زندگی گزارنی چاہیئے کہ انکی زندگی دنیا ہی میں جنت کا نمونہ بن جائے۔

## زوجین کے دو ماں باپ

شریعت کا ایک مسئلہ ہے کہ نکاح سے پہلے خاوند کا ایک باپ اور اسکی

ایک ماں ہوتی ہے، لیکن نکاح کے بعد اب اسکی دو ماں اور دو باپ ہو گئے، یعنی اسکی ساس ماں ہے اور اسکے سسر اسکے باپ کے مانند ہیں، اسی طرح شادی سے پہلے لڑکی کی ایک ماں اور ایک باپ، لیکن جب نکاح ہو گیا اب اسکے دو باپ ہیں اور دو مائیں ہیں، یعنی ساس اور سسر لڑکی کے لئے ماں اور باپ کی طرح ہیں، یاد رکھئے جس لڑکی نے ساس اور سسر کو ماں باپ کی طرح دیکھنا شروع کر دیا اسکی کبھی بھی اسکے ساتھ بات خراب نہیں ہو سکتی، بات اسوقت خراب ہوتی ہے جب اپنے ماں باپ کو تو ماں باپ سمجھتی ہے اور خاوند کے ماں باپ کو ساس اور سسر سمجھ رہی ہوتی ہے، اسی طرح ساس اپنی بیٹی کو بیٹی سمجھ رہی ہوتی ہے اور بہو کو بہو سمجھ رہی ہوتی ہے، اس نے جس دن بہو کو اپنی بیٹی کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا اس دن سے گھر کے جھگڑے ہی ختم ہو جائیں گے، ہم نے تو دیکھا کہ ماں اپنی بیٹی کے عیب تو چھپاتی پھرتی ہے اور اگر وہی غلطی بہو سے ہو جائے تو اسکو اچھالتی پھرتی ہے، یہ کتنی بیوقوفی کی بات ہے، تو بہو بھی بیٹی کے مانند ہوتی ہے لہذا اماں کو چاہیئے کہ وہ اس بیٹی کا بھی خیال کرے، عورتوں کو دیکھا کہ دکھی پھر رہی ہوتی ہیں کہ میرا داماد میری بیٹی کو خوش نہیں رکھتا، جبکہ یہ خود اپنی بہو کو گھر میں خوش نہیں رہنے دیتی، جب آپ اپنی بہو کو اپنے گھر میں خوش نہیں رہنے دیتیں تو اللہ تعالیٰ تیرے دل کو تکلیف دیتے ہیں تیری بیٹی کو ناخوش کر کے، جب ہم دوسروں کی بیٹی کا دل دکھائیں گے، تو پھر اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو کیسے خوش رکھیں گے؟ اسلئے جن کی عمریں بڑی ہوں اور جو ماں باپ کے درجے کی ہوں انکو اپنے رتبے کا لحاظ رکھنا چاہیئے، تو شادی سے پہلے ایک ماں اور ایک باپ اور شادی کے بعد دو ماں اور دو باپ۔ ہمیشہ ساس اور سسر کو ماں باپ کا رتبہ دو۔

## بیوی بیٹی کے مانند

اچھا دیکھئے یہی بیوی جب اپنے ماں باپ کے گھر میں ہوگی اور ماں اسکو

الٹی سیدھی بات کہدے، یا تھپڑ لگا دے، تو یہ کسی کو نہیں بتائے گی، کہ ماں نے مجھے تھپڑ لگایا، لیکن ساس اگر نرم بات بھی کر دے تو اسکو وہ گرم بات نظر آئے گی، تو گویا اس نے ماں اور ساس میں فرق رکھا، تو لڑکی کو چاہیئے کہ وہ ساس کو ماں کا درجہ دے اور ساس کو چاہیئے کہ وہ بہو کو بیٹی کا درجہ دے۔

## میاں بیوی غصے کے وقت کیا کریں؟

جب میاں بیوی میں سے کوئی ایک غصے میں ہو تو دوسرے کو چاہیئے کہ وہ اس وقت خاموشی اختیار کرے، کہ کئی مرتبہ خاموشی بہترین جواب ہوتا ہے، ہمیشہ ڈٹے رہنے اور اڑے رہنے سے مسئلے حل نہیں ہوتے، خاموش رہنے سے مسئلے جلدی حل ہو جاتے ہیں اور کسی وقت اگر بیوی غصے میں ہے تو خاوند کو چاہیئے کہ وہ موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے خاموشی اختیار کر لے، دوسرے وقت میں وہ خود معافی مانگ لے گی، دونوں کا ایک وقت میں غصے میں آجانا یہ گھر برباد ہونے کی نشانی ہوتی ہے، اسلیئے حدیث پاک میں فرمایا: کہ جو خاوند اپنی بیوی کی تکلیف پر صبر کرے اللہ تعالی اسکو صبر ایوب کا ثواب عطا فرمائیں گے اور اور جو بیوی خاوند کی ایذاء پر صبر کرے اللہ تعالی اسکو بھی حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا اجر عطا فرمائیں گے۔

## مثبت اور منفی سوچ کا فرق

اور ایک سب سے بڑی بات یہ کہ منفی سوچ سے بچیں مثبت سوچ پر کار بند رہیں، یہ منفی سوچ زہر کی مانند ہے یہ انسان کے دل کو اجاڑ دیتی ہے اور شیطان ہمیشہ میاں بیوی کے درمیاں منفی سوچ پیدا کر کے ہی گھروں کو توڑ دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے، تو آپ منفی سوچ نہ آنے دیں، جب آپ کے اندر منفی سوچ آگئی اب گھر کبھی آباد نہیں ہو سکتا، دیکھیئے ایک مثال: ایک شخص کہتا ہے کہ: لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ پھولوں کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں، اور میں خوش ہوتا ہوں کہ کانٹوں

کے ساتھ ہمیشہ پھول ہوا کرتے ہیں، تو جس نے کہا کہ پھولوں کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں یہ منفی سوچ ہے، اور جس نے کہا کہ دیکھو کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہوتے ہیں یہ مثبت سوچ ہے، تو ہم مثبت سوچ رکھیں اور منفی سوچ سے بچنے کی کوشش کریں، اسلئے کہ منفی سوچ گھر برباد کردیتی ہے۔

## منفی سوچ کا ایک واقعہ

ابوالحسن خرقانیؒ ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ تھے لیکن انکی ایک آزمائش تھی کہ انکے گھر میں بیوی بڑی تیز طرار تھی، وہ اس پر صبر کرتے تھے اور اس صبر پر اللہ نے انکو ولایت عطا فرمادی تھی، چنانچہ ایک مرتبہ ایک مرید ان سے ملنے کیلئے آیا، اس نے گھر جا کر پوچھا کہ حضرت کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا کہ کون حضرت؟ کہاں کے حضرت؟ اس نے کہا کہ جی میں ان سے ملنے کے لئے آیا ہوں، جواب دیا کہ جاؤ وہاں کہیں جنگل میں بیٹھے ہوں گے، وہیں مل لو، مرید سمجھ گیا کہ معاملہ ذرا نازک سا ہے، چنانچہ وہ حضرت کو ملنے جنگل میں آیا، مگر کیا دیکھتا ہے کہ حضرت شیر کے اوپر سوار ہوکر آرہے ہیں، یہ ایک کرامت تھی جو اللہ نے ظاہر کردی، اب جب اسنے یہ دیکھا کہ حضرت تو جنگل میں شیر پر سواری کر رہے ہیں اور گھر میں بیوی ان پر سواری کر رہی ہے سوچنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب حضرت انکو ملے تو حضرت نے بھی پہچان لیا اور فرمایا کہ دیکھو میں گھر میں بیوی کی اس تکلیف کا بوجھ اٹھاتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس شیر کو میرا بوجھ اٹھانے پر لگا دیتے ہیں، تو جب یہ بات بتائی تو وہ مرید تو رخصت ہوا لیکن جب حضرت گھر کو آنے لگے تو دعا مانگی کہ اے اللہ! یہ عورت بہت ہی زیادہ غصے والی ہے اور تیز طرار ہے، اے اللہ کوئی ایسا معاملہ ہو کہ یہ عقیدت والی بن جائے تاکہ دین کے کام میں رکاوٹ نہ رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکو ایک کرامت بخشی کہ وہ ہوا میں اڑنے لگ گئے اور اڑتے اڑتے اپنے گھر کے اوپر سے گذرے، جب واپس گھر آئے تو گھر میں داخل ہوتے ہی بیوی نے استقبال کیا کہ

بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو، اور بڑے ولی بنے پھرتے ہو، ولی تو وہ تھا جسے میں نے آج ہوا میں اڑتے دیکھا، حضرت نے اسکی بات سن کر کہا کہ اللہ کی بندی وہ میں ہی تو تھا جو یہاں سے اڑ کر گذر رہا تھا، میں نے ہی اللہ سے یہ دعا، مانگی تھی جب بیوی نے یہ سنا تو تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگی اچھا آپ تھے، انہوں نے کہا ہاں ہاں میں ہی تھا، کہنے لگی میں بھی سوچ رہی تھی کہ ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے! اب سوچیے کہ گھر کیوں کر آباد ہو، لہذا منفی سوچ سے بچنے کی کوشش کریں اور مثبت سوچ رکھیں۔

## مثبت سوچ کی ایک مثال

اب ذرا مثبت سوچ کی بھی ایک بات یاد رکھ لیجئے، ایک حافظ قرآن، مقری گذرے ہیں، انکا چہرا بہت زیادہ کالا تھا اور شکل ذرا انوکھی سی تھی، مگر اللہ تعالی نے انکو آواز ایسی دی تھی کہ سبحان اللہ جب وہ قرآن پڑھتے تھے تو دل حیران ہو جاتے تھے، ایک بہت خوبصورت لڑکی تھی اللہ پاک نے اسکے سینے میں قرآن کا عشق رکھا تھا جب اس نے اس کا قرآن سنا تو اسنے اپنے ماں باپ سے خواہش ظاہر کی کہ میرا نکاح انکے ساتھ کر دیا جائے یہ قرآن ایسا پڑھتے ہیں کہ میرا دل خوش ہو جاتا ہے میں ساری زندگی انکی قدر کروں گی، خدمت کروں گی، چنانچہ انکا نکاح ہو گیا، اب بیوی اتنی خوبصورت کہ لاکھوں میں کوئی ایک اور خاوند کی شکل ایسی انوکھی کہ ایسا انوکھا بھی لاکھوں میں کوئی ایک، مگر دین کی نسبت پر رشتہ ہو گیا، زندگی گذرنے لگ گئی، ایک موقع پر خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا تو مسکرایا، بیوی اسکو دیکھ کر کہنے لگی کہ ہم دونوں جنتی ہیں، اسنے پوچھا یہ آپ کو کیسے پتہ چلا، بیوی نے کہا کہ جب آپ مجھے دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، شکر ادا کرتے ہیں، اور جب میں آپ کو دیکھتی ہوں تو صبر کرتی ہوں، اور شریعت کا حکم ہے کہ صبر کرنے والا بھی جنتی ہے اور شکر کرنے والا بھی جنتی ہے۔

## مرنے سے پہلے ایکدوسرے کی قدر کریں

خلاصہ کلام یہ ہے کہ میاں اور بیوی ایک دوسرے کے قریب رہ کر

ایکدوسرے کی قدر کریں، ہم نے دیکھا کہ بیوی خاوند کی برائیاں کرتی رہتی ہے اور جب فوت ہوجاتا ہے تو پھر روتی پھرتی ہیں کہ بہت اچھا آدمی تھا میرا بھی خیال کرتا تھا، بچوں کا بھی خیال کرتا تھا، اب تعریفیں شروع ہوگئیں، اسی طرح خاوند بیوی کے قریب رہ کر بیوی کی برائیاں کرتا رہتا ہے اور جب وہی بیوی فوت ہوجاتی ہے تو بیٹھ کر روتا ہے کہ بڑی اچھی تھی، بچوں کا بڑا خیال کرتی تھی میرا خیال کرتی تھی تو مرنے کے بعد دوسرے کی قدر کرنے کے بجائے زندگی میں ایک دوسرے کی قدر کرنا سیکھیں، اسلئے شریعت نے لو میرج (LOVE MARRIAGE) کی بجائے لوآفٹر میرج (LOVE AFTER MARRIAGE) کا تصور پیش کیا ہے، جب شادی ہوگئی نکاح ہوگیا اب میاں بیوی جتنی بھی محبت کا وقت گذاریں گے اللہ رب العزت کی طرف سے اتنا ہی اجر پائیں گے۔

لہذا اگر ایک ناراض ہوجائے تو دوسرا منالے اور اس منانے کو اپنی شکست نہ سمجھے بلکہ جیت سمجھے کہ میں نے روٹھے ہوئے کو منا کر بازی جیت لی کہ اپنے گھر کو آباد رکھا کسی نے کتنی اچھی بات کہی ؎

اتنے اچھے موسم میں روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں کل پہ ہم اٹھا رکھیں

آج دوستی کرلیں، تو جب ہار جیت کی باتیں بعد پر چھوڑ دیں اور محبت و پیار کی باتیں کرتے رہیں تو پھر انسان کی زندگی اچھی گذرتی ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ

نبی علیہ السلام نے اپنے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پیالے میں پانی پی رہی ہیں (دیندار مرد ذرا اس واقعہ کو غور سے سنیں کہ نبی علیہ السلام کی ازدواجی زندگی کیسی تھی) چنانچہ آپ مسکراتے چہرے کے ساتھ آئے اور دور سے فرمایا حمیرا! نام تھا عائشہ صدیقہ مگر فرمایا حمیرا یہاں سے ایک مسئلہ نکلا بیوی کا پیار کی وجہ سے کوئی نام رکھ لیا جائے، جو بیوی کو بھی پسند ہو، خاوند کو بھی پسند ہو تو یہ سنت ہے تو آپ نے فرمایا حمیرا تم کچھ پانی میرے لئے بھی بچا دینا، اب جھوٹا

پانی اگر نبی علیہ السلام کا ہوتا اور حضرت عائشہ پیتیں تو یہ جچتا تھا لیکن اللہ کے محبوب کائنات کے لئے رحمت بنکر آئے وہ رحمۃ للعالمین اپنی زوجہ سے فرماتے ہیں کہ عائشہ اتم اپنا کچھ پانی میرے لئے بچا دینا، تو انہوں نے پانی بچا دیا، نبی علیہ السلام قریب تشریف لائے اور پیالہ اپنے ہاتھوں میں لیا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ پیالہ ہاتھ میں لیکر آپ رک گئے اور آپ نے پوچھا حمیرا تم نے کس جگہ اپنے لب لگا کر پانی پیا تھا، چنانچہ عائشہ صدیقہؓ نے پیالہ کی جگہ پر انگلی رکھی کہ اے اللہ کے نبی میں نے تو اس جگہ منہ لگا کر پانی پیا تھا حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اسی جگہ آپ نے اپنے لب مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا جب خاوند بیوی کو ایسا پیار دے گا، تو اسکا دماغ خراب ہے کہ وہ گھر آباد نہیں کرے گی، تو ہم اپنے ہاتھوں سے گھروں کو اجاڑتے ہیں اور شریعت وسنت کی تعلیمات کو پس پشت ڈالدیتے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو مسکرا کر دیکھتا ہے اور بیوی خاوند کو مسکرا کر دیکھتی ہے تو اللہ رب العزت دونوں کو مسکرا کر دیکھتے ہیں، اگر یہ حدیثیں ہمارے سامنے رہیں گی تو ہمارا گھر تو دنیا میں جنت کا مزہ دینے لگ جائے گا اللہ رب العزت ہمیں اچھی ازدواجی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لئے
لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کیلئے

یہ زندگی اتنی تھوڑی ہے پیار میں بندہ گذارنا چاہے تو بھی وقت تھوڑا ہے اس تھوڑے وقت میں پتہ نہیں نفرتوں کے لئے کہاں سے وقت نکل آتا ہے، اللہ تعالی نفرتوں سے محفوظ فرمائے محبت و پیار والفت بھری زندگی عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين